اک تیرے آنے سے

سباس گل

نیہا نے بھیگی آنکھوں سے چاروں جانب نظر دوڑائی اور ستونوں سے سر ٹکا کر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی ... یہ وہ گھر تو نہیں تھا جہاں کل تک گھر والوں کے قہقہے گونجا کرتے تھے، یہ وہ آنگن تو نہیں لگ رہا تھا جہاں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر وہ بھی ان سب کے ساتھ کھلکھلاتی پھر رہی تھی، آسمان بھی شاید اسی گھر کی چھت پر غموں کا سیلاب لے کر برس رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ سب کچھ بہا کے لے گیا، لان میں لگے پھولوں کی بیلوں کی سانسیں بھی اکھڑ گئیں، ہوا بھی جیسے سوگ میں چلی گئی تھی، صدائیں بھی چپ میں گم ہو گئی تھیں بس در و دیوار پہ آنسوؤں کی لکیریں پڑی تھیں۔

"نیہا کے آنے سے کتنی رونق ہو گئی ہے ہمارے گھر میں پوری چہکار ہے میری بچی۔" ابھی دو دن پہلے ہی تو تایا ابو نے کہا تھا۔

"اور یہ بالکل سیدھا ہر بیت جا کے چھتا ہے۔" حسان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا تو نیہا معصومیت سے کہہ اٹھی تھی۔

"آپ اپنے سر کی قسم کھائیں، ایک ہفتہ ہو گیا ہے مجھے یہاں آئے ہوئے اور آپ نے مجھے سیر بھی نہیں کرائی، حد ہو گئی، گھر جاؤں، مال روڈ، ... مارکیٹ، اتنی بھی اچھی جگہ کا اتنا شوق ہے مجھے اور آپ کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا، تایا ابو آپ حسان بھائی سے کہیں نا کہ مجھے سیر کرا لے جائیں۔" وہ انہیں دیکھتے ہوئے بولی پھر تایا ابو سے سفارش کی۔

"تایا ابو سے کیوں شکایت کر رہی ہو، لے جاؤں گا تمہیں کل چھٹی ہے نا کل سارا دن تمہیں سیر کراؤں گا۔" حسان نے اس کے گلاب کی طرح کھلتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مکمل ناول

کہا۔

"نہ..." وہ ابھی اس کے انداز میں بولے تو سب ہنس پڑے۔

اور تیمور کو جب وہ حسان کے ساتھ بیڈمنٹن کھیل رہی تھی تو انہوں نے اسے بری طرح ہرایا تھا اور چٹکتے ہوئے بولے۔

"کیوں بھی بیڈمنٹن والی ہار گئیں ناں..."

"تو کیا ہوا کھیل کے میدان میں جیتنا کون سا بڑی بات ہے، مزا تو جب ہے کہ آدمی زندگی کے میدان میں امتحان میں جیت کر دکھائے۔" اس نے فلسفہ جھاڑا۔

"ارے دیکھ لینا کزن، زندگی کے میدان میں بھی تمہیں جیت کر دکھاؤں گا۔"

"یہ بات ہے۔" نیہا نے کہا۔

"آزمائش شرط ہے۔" حسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وقت آنے پر دیکھیں گے کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔" اس نے ہنس کر کہا تھا وہ بھی ہنس دیے تھے، اسے کیا معلوم تھا کہ کبھی مذاق میں کی بات کبھی کبھی حقیقت کا روپ بھی دھار لیتی ہے اور ایک کڑی آزمائش میں ڈال دیتی ہے کہ موت اور زندگی میں بہت فرق اور فاصلہ باقی نہیں رہتا۔ اگلے دن ہی تو حسان اپنے امی ابو یعنی نیہا کے تایا نعمان احمد اور بیگم نعمان کے ساتھ خاندان کی کسی تقریب میں شرکت کے لیے اپنی گاڑی میں جا رہے تھے۔ نیہا، حسان سے خفا ہو گئی تھی کہ انہوں نے اسے سیر کرانے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ اب تایا ابو اور تائی امی کو لے کر کہیں اور جا رہے تھے، وہ معذرت کرتے اگلے دن لے جانے کا کہہ کر گئے تھے۔ وہ اپنی خفگی کی وجہ سے ان کے ساتھ بھی نہیں گئی تھی۔ اس کی امی ابو بھی گھر پر ہی تھے۔ حسان اور نعمان صاحب کی گاڑی جیسے ہی مارکیٹ سے گزر رہی تھی کہ زوردار دھماکہ ہوا اور

سب کچھ تہس نہس ہو گیا۔ حسان نے نعمان صاحب اور بیگم کو اپنی بند ہوتی آنکھوں سے ... زندگی کی بازی ہارتے دیکھا اور اپنے لہولہان تن کو جانب حرکت دینے کی کوشش کی اور حواس کھو بیٹھے۔ تھوڑی دیر میں وہاں امدادی ٹیمیں، ایمبولینس وغیرہ پہنچ گئی تھیں۔ دھماکے میں بہت سے لوگ مارے گئے تھے، شدید زخمی تھے۔ مارکیٹ پر ماتم بچھا تھا۔ نعمان صاحب وہاں سے اپنے عزیز کے گھر ساتھ ... بنانے کے متعلق مشورہ کرنا چاہتے تھے، ابھی اس راستے کا انتخاب کیا تھا کہ موت ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ نعمان صاحب اور بیگم نعمان موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ حسان کی حالت تشویشناک تھی۔ انہیں آئی سی یو میں رکھا گیا تھا۔ آن کی آن میں کتنے گھر اجڑ گئے تھے۔ دھماکے کرنے والے احساس انسانیت سے عاری ہوتے ہیں، جس سفاک ہوتے ہیں، ایک دھماکے سے کتنے گھروں کے چراغ گل ہو گئے انہیں اس سے کیا غرض وہ تو اپنے ٹوٹے گھر سے گئے ہیں اور بس۔

"نعمان ولا" میں نیہا اور غفران صاحب ... نیہا کی امی جمیلہ غفران پر یہ خبر بجلی بن کر گری ... انہیں ... تو وہ چٹکتے ہوئے تھے، مگر انہیں ... کرنے سے حقیقت نہیں بدلا کرتی اور انہیں بھی اس تلخ حقیقت کو قبول کرنا ہی پڑا۔ نعمان صاحب اور بیگم نعمان کو دفنا دیا گیا۔

"نعمان ولا" میں سب سے زیادہ بری حالت نیہا کی ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار موت کو اس قدر قریب سے دیکھا تھا اور وہ بھی اپنے پیارے تایا ابو اور تائی جان سے تو اسے بہت پیار تھا۔ وہ ... سال پہلے بھی اسلام آباد آئی تھی۔ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے اور خوب انجوائے کرنے گئی تھی، حالانکہ گھر میں ان کا صرف ایک بیٹا حسان تھا اور حسان احمد، نیہا سے

دو سال بڑے تھے۔ ... ان کی بار وہ ایف ایس سی کے امتحان دے کر آئی تھی اور اب سوچ رہی تھی کہ کاش نہ آئی ہوتی، اتنا بڑا حادثہ تو نہ دیکھنا پڑتا۔ حسان اب تک آئی سی یو میں بے ہوش پڑے تھے۔ ڈاکٹر ان کو ... امید ہی ان کے زندہ بچ جانے کی اور ... امید پر نیہا اللہ کے حضور گڑگڑا کر ان کی سلامتی اور صحت یابی کی دعا مانگ رہی تھی، اس کے امی ابو تو چند روز میں واپس جانا چاہتے تھے مگر اس حادثے کی وجہ سے انہیں اپنا قیام طویل کرنا پڑ گیا تھا۔ غفران صاحب بھی اپنے بڑے اور اکلوتے بھائی اور بھاوج کی موت پر بہت آزردہ تھے۔ لوگ ان سے تعزیت کے لیے آ رہے تھے۔ نیہا کو تو اپنا دل بجھا ہوا محسوس ہوتا، ہسپتال جاتی تو حسان کو سر سے پاؤں تک زخموں سے چور سفید پٹیوں اور طرح طرح کی مشینوں میں جکڑے دیکھ کر اور زیادہ ہلک اٹھتی، تین دن سے حسان بے ہوشی کی حالت میں تھے۔

"نیہا بی بی! ہسپتال سے فون آیا ہے ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ حسان صاحب کو ہوش آ گیا ہے۔" ملازمہ رحمت بی بی نے آ کر اسے بہت جوش سے بتایا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" نیہا نے آنکھیں بند کر آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور ستون سے الگ ہو کر اندر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولی۔

"رحمت بی بی، میں ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال جا رہی ہوں، امی ابو رات کے جاگے ہوئے ہیں انہیں مت جگائیے گا، جب وہ جاگ جائیں تو انہیں بتا دیجئے گا کہ میں ہسپتال گئی ہوں اور یہ بھی کہ حسان کو ہوش آ گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے بی بی!"

اور وہ اپنا پرس، بیگ اور رسٹ واچ اٹھا کر

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیے

ابن انشاء

اردو کی آخری کتاب	135/-
خمار گندم	200/-
دنیا گول ہے	125/-
آوارہ گرد کی ڈائری	200/-
ابن بطوطہ کے تعاقب میں	200/-
چلتے ہو تو چین کو چلیے	80/-
نگری نگری پھرا مسافر	175/-
خط انشاء جی کے	100/-
اس بستی کے اک کوچے میں	165/-
چاند نگر	165/-
دل وحشی	165/-
آپ سے کیا پردہ	250/-

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

قواعد اردو	200/-
انتخاب کلام میر	60/-

ڈاکٹر سید عبداللہ

لطیف نثر	160/-
لطیف غزل	120/-
لطیف اقبال	120/-

لاہور اکیڈمی، چوک اردو بازار، لاہور

فون نمبرز: 7321690-7310797

وہ ہر آ گئی، ہسپتال پہنچتے ہی اس نے ڈاکٹر احمد سے حسان کی حالت کے بارے میں پوچھا اور ان سے ملنے کی درخواست کی تو وہ اسے آئی سی یو میں لے آئے، وہاں پہلے سے ہی موجود تھیں اور حسان کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھی رو رہی تھیں، وہ آنکھیں بند کیے لیٹے تھے۔

"حوصلے سے بات کیجئے مس نیہا، آپ اگر کمزور پڑ گئیں تو انہیں کون سنبھالے گا، ان کا بچ جانا ایک معجزہ ہے اور معجزے دعاؤں کا ثمر ہوا کرتے ہیں اور مجھے امید ہے آپ اپنی دعاؤں کو رائیگاں کرنے کا سامان نہیں کریں گی، حسان صاحب مکمل طور پر ٹوٹ چکے ہیں، انہیں جسمانی سے زیادہ روحانی اور ذہنی و قلبی مسیحائی کی ضرورت ہے، وہی انہیں زندگی کی طرف مائل کر سکتی ہے اور یہ سب آپ کو کرنا ہوگا اگر آپ انہیں پہلے کی طرح ہنستا بولتا دیکھنا چاہتی ہیں تو۔" ڈاکٹر احمد نے اسے روتے دیکھ کر بہت نرم اور دھیمے لہجے میں سمجھایا۔

"جی ڈاکٹر۔" وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور حسان کے سرہانے آ کھڑی ہوئی، ڈاکٹر احمد ان کی رپورٹ دیکھنے لگے۔

"حسان بھائی، میں آگئی ہوں آپ سے ملنے نیہا۔" نیہا نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پکارا تو چند لمحوں بعد حسان نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھول دیں، ان کی آنکھوں میں ہزاروں سوال سمٹ رہے تھے، نیہا تڑپ کر رہ گئی۔

"یاد ہے حسان بھائی، آپ نے کہا تھا کہ میں زندگی کے میدان میں بھی تمہیں جیت کر دکھاؤں گا، آزمائش شروع ہو گئی ہے، آدھی آزمائش تو آپ نے جیت لی ہے، باقی کی آدھی بھی جیت جائیں گے، جیتیں گے ناں حسان بھائی۔" وہ اسے پیار سے کہہ رہی تھی، ان کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے، انہوں نے دروازے کی جانب دیکھا وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنے امی ابو کے بارے میں بے چین ہو رہے ہیں، انہیں اس خطرناک حالت میں ایسی قیامت خیز خبر سنانے کا نہ اس میں حوصلہ تھا اور نہ ہی اسے یہ مناسب لگ رہا تھا اس نے فوراً جھوٹ بولا۔

"حسان بھائی! تایا ابو اور تائی امی دوسرے وارڈ میں ہیں، زخمی ہیں ناں اس لئے یہاں نہیں آ سکتے اور آپ کی حالت کے لئے وہ بہت پریشان ہیں، امی ابو ان کے پاس ہیں بس آپ جلدی سے تندرست ہو جائیں پھر ہم سیر کرنے چلیں گے آپ نے وعدہ کیا تھا یاد ہے ناں۔"

"ہوں۔" وہ ذرا سا مسکرائے امی ابو کے زندہ بچ جانے کا سن کر انہیں اطمینان ہو گیا تھا۔

"ڈیٹس از ویری گڈ مس نیہا! لیکن خیال رہے انہیں زیادہ دیر تک بات نہیں کرنی ہے۔" ڈاکٹر احمد نے اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر غفران صاحب اور جمیلہ بیگم کو بھی اس نے منع کر دیا کہ تایا ابو اور تائی امی کی موت کا ذکر حسان کے سامنے نہ کریں، حسان کی طبیعت میں امی ابو سے ملنے کی بے چینی تھی، ان کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو انہیں آئی سی یو سے پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا، غفران صاحب اپنے دکھوں کو بھلا کر جی جان سے تیمارداری کر رہے تھے اور نیہا نے بھی ان کی تیمارداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"نیہا گڑیا! میں امی ابو سے ملنا چاہتا ہوں تم پلیز مجھے ان کے وارڈ میں لے چلو۔" کچھ دن بعد وہ کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو وہیل چیئر پر بیٹھنے کے بعد اس سے کہا تو اس کا دل بری طرح دھڑکا، وہیل چیئر درست کرتے اس کے ہاتھ یک لخت رک گئے، اس نے ان کے چہرے کو

دیکھتے ہوئے جھجکتے ہوئے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"حسان بھائی! ابو یہاں تھوڑی ہیں وہ تو سی ایم ایچ میں ایڈمٹ ہیں، وہاں ان کا علاج بہتر ہو رہا ہے، ٹھیک ہونے کے بعد انہیں وہیں منتقل کیا جائے گا تو آپ … سکتے ہیں۔"

"تم سچ کہہ رہی ہو۔" حسان نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

"میں جھوٹ کیوں بولوں گی بھلا؟" اس نے قدرے خفا ہو کر کہا۔

"اچھا تو چلو میری ان سے فون پر بات کرا دو۔"

"ان سے فون پر بات نہیں ہو سکتی۔" اس کی زبان فوراً پھسل گئی۔

"کیوں؟" حسان نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ وہ آپ سے بات کرتے ہوئے رو پڑیں گے اور ڈاکٹرز نے انہیں خوش رہنے کی تاکید کی ہے، اب آپ ان سے ملنے جائیں گے تو وہ آپ سے پہلے گھر چلے جائیں گے۔" اس نے کمال ہوشیاری سے بات بنائی۔

"مجھے کب چھٹی ملے گی؟"

"جب آپ ان دونوں کی چھٹی کریں گے تب۔" اس نے ان کی بندھی پٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پتا نہیں کب ملے گی۔" وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولے۔

"ایسے نہیں کہتے حسان بھائی، مایوسی کفر ہے آپ بھول رہے ہیں آپ نے زندگی کے میدان میں جیت کر دکھانے کا وعدہ کیا تھا اور میں آپ کو جیتتا ہوا ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔" نیہا نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں تو تمہیں بہت شوخ شریر اور لاپرواہ سی لڑکی سمجھتا تھا لیکن تم تو بہت ذہین اور سمجھدار ہو، سنجیدگی بھی تم میں موجود ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"اوپر سے نظر آنے والے ہی زیادہ ذہین ہوا کرتے ہیں اور پھر سنجیدہ ہی زیادہ سنجیدہ ہوتے ہیں، شوخ و شریر ہونے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ انسان زندگی کے حقائق کو بھی سنجیدہ نہ لے اور وقت اور حالات انسان کو بہت کچھ سکھا، سمجھا دیتے ہیں حسان بھائی۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"بس بس میں کہیں پھر سے بے ہوش نہ ہو جاؤں تم تو … رہی ہو، بہر حال اللہ تمہیں خوش رکھے تم نے میری بہت خدمت کی ہے اتنا تو کوئی اپنا بھی نہیں کرتا آج کل۔" انہوں نے دل سے کہا۔

"تو کیا مجھے آپ اپنا نہیں سمجھتے۔" اس نے خفگی سے پوچھا۔

"تم تو اپنوں سے بڑھ کر ہو بھئی، میں تو آج کل کے دور کی معاشرے کی روش اور لوگوں کی سوچ کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔" انہوں نے وضاحت کی۔

"اچھا باتیں بہت ہو گئیں اب آپ آرام کیجئے۔" وہ ان کی وہیل چیئر بیڈ کے قریب لاتے ہوئے بولی، تو انہوں نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آرام ہی تو کر رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں پچھلے چند دنوں سے، پلیز مجھے یہاں سے باہر لے چلو۔"

"لے چلوں گی لیکن اس کے لئے آپ کو صحت مند ہونا پڑے گا۔" اس نے انہیں سہارا دے کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے کہا، وہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

"چچا اور چچی کہاں ہیں؟"

"وہ ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں، انہوں نے بلایا تھا آپ کی تمام رپورٹس کے متعلق کچھ بتایا تھا۔"

"جاؤ دیکھ جا کر، وہ آئیں تو مجھے بتانا۔" انہوں نے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں۔" وہ ان کے کمرے سے نکل کر ڈاکٹر احمد کے کمرے کی طرف آ گئی۔ ہو گی وہ دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا، ڈاکٹر احمد کی زبان سے یہ روح فرسا الفاظ ادا ہوتے ہوئے سنے۔

"ہمیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے غفران صاحب کہ آپ کے بھتیجے حسان احمد زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک زندہ رہ سکیں گے۔ انہیں کینسر ہے ان کے پھیپھڑے بری طرح متاثر ہو چکے ہیں اور آخری اسٹیج پر بیماری پہنچ چکی ہے۔"

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔" نیہا کا دل چیخا اور وہ دوڑتی ہوئی حسان کے کمرے میں آ گئی۔

"حسان بھائی!" وہ بے اختیار بھاگ کر ان سے لپٹ گئی اور بلک بلک کر رونے لگی۔

"نیہا — کک — کیا — ہوا ہے، امی ابو ٹھیک ہیں ناں، تم — کچھ بتاؤ۔"

"مجھے کیا ہوا ہے؟" وہ اس کی اس حالت اور حرکت پر بری طرح پریشان ہو گئے اور تکلیف کے احساس سے اٹک اٹک کر بولے۔

"وہ جھوٹ بول رہے ہیں آپ تو بالکل ٹھیک ہیں ناں۔"

"کون ہے، بتاؤ مجھے ایسا کیا سن کر آئی ہو کہ یوں بلک رہی ہو بتاؤ شاباش۔" حسان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"نہیں میں نہیں بتاؤں گی۔" اس نے ان سے الگ ہو کر روتے ہوئے بچوں کی طرح کہا۔

"اچھا نہ بتاؤ لیکن روؤ بھی مت، میں تو اپنے آنسوؤں کی تکلیف پر بھی نہیں رو سکتا اور تم مجھے اپنے آنسوؤں میں بہانے کی کوشش کر رہی ہو، چپ کرو، تمہاری آنکھوں میں صرف مسکراہٹ اور شرارت ہی اچھی لگتی ہے بس چپ ہو جاؤ۔"

حسان نے بہت محبت اور شفقت سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو اس کا دل مزید تڑپ اٹھا، اتنے پیارے انسان کو وہ یوں مرتے ہوئے کیسے دیکھ سکتی تھی، اسے لگا جیسے جان نکل گئی ہو تو کینسر جیسی موذی بیماری موت کا جال لئے ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ کاش وہ ان کے لئے کچھ کر سکتی دعاؤں کے سوا، وہ اس بے بسی سے سوچ کر رو دی اور پھر اس کی دعاؤں میں آنسوؤں اور التجاؤں کی بارش ہونے لگی۔ اس کے لبوں سے طویل ہونے لگے، وہ نہیں جانتی تھی کہ اس سہارے کی کے پیچھے کون سی قوت کون سا جذبہ اور کون سی لگن کارفرما ہے بس اسے تو صرف اتنا پتا تھا کہ وہ حسان کو مرتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

بتیس سالہ احسان احمد جواب تھے پھر بھی غیر شادی شدہ تھے، بہت وجیہہ اور ہینڈسم تھے، بزنس اور بزنس کے چکر میں شادی کا معاملہ ٹال کرتے رہے تھے، اپنی پسند کی دل کو چھو لینے والی کسی حسینہ کا انتظار تھا انہیں، ان کا کہنا تھا کہ جس دن کسی لڑکی نے ان کے دل پر دستک دے ڈالی اسی دن وہ شادی کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا جمیلہ بیگم کہ ہمارے ساتھ قدرت نے کیا کھیل کھیلا ہے، بھائی بھاوج چلے گئے، بھتیجا اللہ اللہ کر کے زندہ بچا ہے تو وہ بھی چند مہینوں کے لئے، ہمارے خاندان کا تو نام و نشان ہی مٹ جائے گا۔" غفران صاحب نے پُرنم لہجے میں کہا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جمیلہ بیگم نے فوراً کہا۔

"نام کیوں مٹ جائے گا اللہ رکھے اپنا بچا

عمران جو ہے۔"

"ہاں اللہ اسے صحت مند سلامت اور سلامت مند رکھے لیکن میرے بھائی کا گھر تو ختم ہو جائے گا ناں، ان کا نام تو حسان سے زندہ رہتا اور حسان ہی نہ رہا تو کیسے زندہ رہے گا؟" وہ سسکتے ہوئے بولے۔

"ہاں یہ تو ہے اور ان کی اتنی بڑی جائیداد کا کیا ہو گا کون سنبھالے گا؟ اکیلا تو نہیں سنبھال سکتا عمران تو ابھی بچہ ہے ہم سب مل کے وقت حسان اور بھائی صاحب کا بزنس سنبھال لے گا تو آپ وہی والا سنبھالنا چاہیں تو چلاتے رہیں گے ورنہ ہمیں آ کر بزنس میں عمران کے ساتھ لگ جائے گا۔" جمیلہ بیگم نے کافی دور کی پلاننگ کر لی تھی، اپنے منصوبوں میں الجھی ہوئی تھیں۔

"مجھے اس وقت صرف حسان کی فکر ہے، تم کن باتوں میں الجھ رہی ہو۔"

"بھئی میں کیوں؟ آپ کل ہی فیکٹریوں کا چکر لگائیں، حسان کون سا یوں ہی جانے والا ہے، آخر کام تو اسی طرح چلتا ہے کسی کے نہیں ہونے سے، مالکوں کے مرنے سے کام تو ختم نہیں ہو جاتا، دنیا کے کام چلتے رہتے ہیں۔" جمیلہ بیگم نے عقل دی۔

"ہاں بات تو تمہاری بھی درست ہے، ٹھیک ہے میں کل سے فیکٹریوں کا چکر بھی لگا لیا کروں گا۔" غفران صاحب نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا، وہ تو ان کی باتوں سے ویسے بھی متفق تھے، جمیلہ بیگم سے زیادہ بحث کرنے کی عادت تو نہیں تھی ان کی، ان کی کمزوری سے وہ بھی بخوبی واقف تھیں، کسی نہ کسی طرح ان سے اپنی بات منوا ہی لیتی تھیں۔

"مسٹر عمر کمرہ نمبر تین کے پیشنٹ کی چھٹی ہو گئی ہے جیسے ہی ہو گیا ہے انہیں یہاں داخل ہوئے۔" وارڈ بوائے حسان کے کمرے

سے وہ باہر نکلتی نرس سے پوچھ رہا تھا حسان کے کان ان کی آواز سن رہے تھے انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"وہ کب یہاں رہنا چاہتے تھے گھر لے جاؤ تم ہم کو منتقل ہونے میں کچھ وقت تو لگنا ہی تھا۔"

"ان کی تو اب مکمل ہی چھٹی ہونے والی ہے، ان کے پھیپھڑوں میں کینسر ہے، ڈاکٹر احمد بتا رہے تھے کہ بچنے کا چانس بہت کم ہے، زیادہ سے زیادہ چھ ماہ، مریض بے چارہ وہ حادثے سے بچ گیا تو کینسر نے پکڑ لیا بیچ میں۔" نرس بتا تو رہا ہو... حسان احمد کی سانسیں اکھڑ گئیں، جسم و جاں میں موت کا رقص جاری تھا اور وہ بے خبر نئی زندگی کے خواب دیکھ رہے تھے، انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے ان کی نس نس میں خنجر گھونپ دیے ہوں، وہ بے دم سے ہو کر بیڈ پر گر سے گئے۔

"تو اس دن نیہا اس لئے مجھ سے چھپ کر رو رہی تھی، کتنی معصوم ہے وہ مجھ سے کتنی باتیں چھپانے کی کوشش کر رہی ہے اب تک میرے لئے اتنا تڑپ رہی تھی وہ تو کتنی حساس اور محبت بھرا دل رکھنے والی معصوم سی لڑکی ہے لیکن ان پر کیا گزرے گی جو میرے ماں باپ ہیں، اس حادثے کے بعد کیا وہ میری اچانک موت کا صدمہ برداشت کر سکیں گے، نہیں وہ اس حادثے میں زندہ بچ بھی گئے ہیں یا نہیں میں کیوں سوچ رہا ہوں، نیہا چچا اور چچی نے کئی بار روز ہی ان کا احوال مجھے بتایا ہے پھر میرے دل کو بے چینی کیوں لگ رہی ہے؟" حسان نے بے بسی اور دکھ سے سوچا، ان کی آنکھیں آج ضبط کے بند توڑ کر آنسوؤں کی برسات کرنے لگی تھیں۔

"السلام علیکم حسان بھائی!" نیہا کے لئے

مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔
"وعلیکم السلام!" انہوں نے دھیمی آواز میں جواب دیا تو وہ انہیں روتا اور آزردہ خاطر دیکھ کر بے قرار ہو کر ان کے قریب آئی اور جھک کر ان کے سرہانے رکھ دیا۔
"حسان بھائی! آپ رو رہے ہیں آپ تو مجھے رونے سے منع کرتے ہیں۔"
"کیا کروں نیہا، میں بھی تو انسان ہوں اپنے بچی پر رو رہا ہوں۔"
"کیوں کیا ہوا ہے؟" اس نے متفکر ہو کر پوچھا۔
"آپ تو نیہا صحت یاب ہو چکے ہیں اور کل تک یہاں سے آپ کی چھٹی بھی ہو جائے گی۔"
"یہاں سے کیا، جہاں سے بھی میری چھٹی ہونے میں صرف چند گھنٹے یا چند مہینے ہی باقی ہیں ناں۔" انہوں نے اس کے سہارے سے بیٹھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
"تو آپ کو...... پتا چل گیا میں نے تو سب کو منع کیا تھا۔" نیہا کا دل کٹ گیا ان کی حالت دیکھ کر یہ جان کر کے وہ اپنی بیماری کی نوعیت اور زندگی کی مدت سے باخبر ہو چکے ہیں۔ اسے ان کی تکلیف کا احساس ہو رہا تھا مگر وہ بھی اپنی جگہ بے بس تھی۔
"پگلی! کس کس کو منع کرو گی ہوں؟" وہ زخمی مسکراہٹ لبوں پر لا کر بولے۔
"حسان بھائی آپ دل مضبوط رکھیں آپ کو کچھ نہیں ہو گا، میں نے اللہ میاں سے آپ کی دعا میں مانگی ہیں آپ کی صحت اور سلامتی کے لئے، اتنا رو رو کے اللہ میاں سے آپ کے لئے فریاد کی ہے، اللہ میاں کسی کی دعا اور فریاد رد نہیں کرتے۔"
"تم کیوں آنسو بہاتی ہو میرے لئے، مرنا تو ہے نا کبھی، تم مجھے ابھی گھر لے چلو جب میرا مرض ہی لاعلاج ہو چکا ہے تو میں ہسپتال میں رہ کر کیا کروں گا، میں اپنے گھر میں اپنے بستر پہ مرنا چاہتا ہوں۔"
"پلیز حسان بھائی ایسی باتیں نہ کریں۔" وہ رو کر بولی۔
"پگلی! ابھی تو میں زندہ ہوں، یہ آنسو بچا کے رکھو پگلی۔"
"کوئی نیہا سے رکو نہیں ایسے۔" اس نے روتے ہوئے ان کی بات کاٹ کر کہا۔
"جیتے کے روتے ہیں ایسے ہی بچے کیوں بہت رہتے ہیں، مقابلے سے پہلے ہی شکست کیوں مان لی ہے آپ نے اور کیا آپ اتنے کمزور ہیں کہ موت آپ کے ہاتھوں سے آپ کی زندگی چھین کر لے جائے اور آپ اپنی زندگی کو بچانے کے لئے کوشش ہی نہ کریں، آپ کو ہر ممکن کوشش کرنی ہے، آخری حد تک مقابلہ کرنا ہے اپنی بیماری سے، میں آپ کو اس طرح شکست ماننے نہیں دوں گی۔"
"نیہا! کی سوچ کر ان میں تو ٹھیک چل بھی نہیں سکتا مقابلہ کیسے کروں گا۔" حسان نے اسے بہت محبت سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بہت سنجیدہ اور پر جوش لہجے میں بولی۔
"جیسے ہاتھوں پیروں سے معذور لوگ کرتے ہیں اور پوری زندگی کرتے ہیں، آپ کو تو تھوڑا سا مسئلہ ہے ان شاء اللہ وہ بھی جلد ٹھیک ہو جائے گا آپ اپنی ول پاور سے کام لیں دل پاور سے کام لیں پھر دیکھیں یہ جو چھوٹی چھوٹی الجھنیں رہ گئی ہیں یہ بھی دنوں میں چلی جائیں گی۔"
"ارے تم کس مٹی سے بنی ہو پیاری لڑکی! اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے، تم بات منوانا جانتی ہو بھتیجی، اللہ تمہیں ہر دکھ اور پریشانی سے محفوظ رکھے۔"
حسان کو اس چھوٹی سی گڑیا پر بہت اور

گل پر بہت پیار آیا انہوں نے اس کے سر پر دست شفقت رکھ کر بہت محبت سے کہا۔
"آمین اس کے لئے آپ کو کل ضروری ہے آپ کی یہ حالت مجھے دکھ اور پریشانی میں مبتلا کئے ہوئے ہے، کیا آپ میری یہ پریشانی میرا یہ دکھ دور نہیں کریں گے؟" نیہا نے بہت مان، آس اور امید سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"اپنی پیاری سی گڑیا کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے، ہاں میں کوشش کروں گا اپنی ول پاور کو دوبارہ کار آمد بناؤں گا، اس لئے کہ میں تمہیں دکھی اور پریشان نہیں کرنا چاہتا، زندگی دنوں کی ہے یا مہینوں کی، میں تمہاری خاطر اسے زندہ دلی سے گزارنے کی پوری کوشش کروں گا، مرنے سے پہلے نہیں مروں گا، مگر یہ نہیں مروں گا۔" انہوں نے اس کا ہاتھ اپنی آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں پر رکھ کر کہا تو وہ خوشی سے آبدیدہ ہو گئی۔
اگلے دن وہ ہسپتال سے گھر آگئے، پورے ایک ماہ بعد انہوں نے گھر میں قدم رکھے تھے، وہ بیساکھیوں کے سہارے چل رہے تھے ان کی کمر میں شدید جھٹکے کے باعث چوٹ آئی تھی وہ ٹھیک سے کھڑے ہو پاتے تھے، اس لئے ان سے پہلے کی طرح چلنا ممکن نہیں ہو رہا ہے، گھر کے ملازموں نے بیٹے اور اداس انداز میں پھولوں کے گلدستے انہیں دیتے ہوئے ان کا استقبال کیا، صحت یابی کی گھر واپسی کی مبارکباد دی، سب کو نعمان صاحب اور بیگم نعمان یاد آ رہے تھے، سب کی آنکھیں پرنم تھیں، حسان کو گھر میں جتنوں میں عجب طرح کی اداسی اور افسردگی دکھائی دے رہی تھی۔
"امی ابو کہاں ہیں؟" حسان نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو سب کے دل لرز گئے، ملازم تو روتے ہوئے ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے، غفران صاحب نیہا اور جمیلہ بیگم گم سم رہ گئے تھے اور سوچ رہے تھے کہ حسان کو کیسے بتائیں کہ ان کے سر کا سایہ اٹھ چکا ہے وہ یتیم ہو چکے ہیں۔
"حسان بھائی! آیئے میں آپ کو آپ کے کمرے میں لے چلوں۔" نیہا نے آگے بڑھ کر کہا تو جمیلہ بیگم فوراً بولیں۔
"ہاں بیٹا بھائی کو کمرے میں لے جاؤ تھک گیا ہوگا۔"
"چلیے حسان بھائی!" وہ انہیں بازو سے پکڑ کر بولی تو وہ انہیں آہستہ قدموں سے ان کو لیتے نیہا بھی اور نیہا کے سہارے چلتے ہوئے اپنے بیڈ روم میں آ گئے، بیڈ روم نیہا نے سجا سر سے صاف کر لیا تھا اور سیڈ ٹیبل پر پھولوں کا گلدستہ رکھا تھا۔
"اب کیا کریں جمیلہ بیگم! ابھی تو وہ ہسپتال سے آیا ہے اور جان لیوا بیماری بھی اسے لگی ہے، کہیں وہ ماں باپ کی موت کی خبر سن کر وقت سے پہلے ہی نہ مر جائے۔" غفران صاحب نے پریشانی سے ہاتھ مسلتے اور ٹہلتے ہوئے کہا۔
"ہائے ہائے اللہ نہ کرے، ابھی تو اس نے اپنی بیوی کے بارے میں بھی فیصلے کرنے ہیں، اہمیت تشخیص ہے، ویسے جائیداد تو بھائی اور بھابھی ہونے کے ناتے آپ کو ہی ملے گی لیکن پہلے ہی یہ کام لکھت پڑھت کر کے مکمل کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے، بعد میں ہوتے وارث رشتے دار نکل آتے ہیں۔" جمیلہ بیگم کو تو صرف حسان کی پراپرٹی کی فکر تھی اسی لئے وہ اتنا عرصہ یہاں رک بھی گئی تھیں اور حسان کو اپنی نیہا اور ان سے چپکنے میں بھی لگی رہتی تھیں۔
"اوہو، ایک تو تمہیں غلط وقت پر غلط بات سوجھتی ہے بیگم۔" غفران صاحب نے جھلا کر کہا تو وہ منہ بسور کر رہ گئیں۔
"اف ہو، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے نیہا خود بتا دے گی حسان کو اس کے امی ابو کی

موت کا اور تسلی دلاسہ بھی دے دے گی بہت
سمجھا دے میری بچی اسے ہر طرح سمجھانے
کی ضرورت نہیں پڑے گی۔''
''کیا مطلب ہے تمہارا؟''
''آپ مطلب کو چھوڑیں وقت آنے پر بتا
دوں گی پہلے ایک پریشانی سے چھٹکارا حاصل کر
لیں ایسے میں میری بات کیا خاک سمجھ میں آئے
گی آپ کی۔''
''اچھا بھئی جو بھی ہے آ کر روم میں اپنے
کمرے میں جا رہا ہوں۔'' وہ جھلا کر بولے اور
اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا دیے، امینہ بیگم
ہنس دیں۔

''نیہا، امی ابو کہاں ہیں؟'' حسان نے اس
سے بے چینی سے پوچھا۔
''وہ حسان بھائی، میں آپ کے لیے جوس
لے کر آئی ہوں۔'' نیہا نے جھلا کر بات ٹالنا
چاہی۔
''نہیں ٹالو نہیں نیہا، کیوں چھپا رہی ہو مجھ
سے نیہا؟''
''جی۔'' وہ نظریں جھکا کر بولی وہ مسلسل
اس کے چہرے کو دیکھ رہے تھے، پر نم لہجے میں
بولے۔
''وہ... چھوڑ گئے نا نیہا مجھے۔''
''حسان بھائی۔'' وہ بے قرار ہو کر ان کے
پاس آ بیٹھی اور بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھتے
ہوئے بولی۔
''وہ تو اسی وقت چلے گئے تھے آپ کی
حالت ایسی نہیں تھی کہ آپ کو خبر سنائی جاتی۔''
''کیوں نیہا کیوں چھپائی قیامت خیز خبر تم
لوگوں نے مجھ سے، کیا ہو جاتا یہی نا کہ میں بھی
مر جاتا، تو مر جاتا، اب بھی کون سا زندہ ہوں۔''
وہ بلکتے ہوئے شدت غم سے رو پڑے۔

''لیکن آپ کو زندہ رہنا ہے۔'' اس نے خود
بھی جھلملاتی آنکھوں کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔
''کس کے لیے کون ہے میرا؟''
''ہم بھی تو آپ کے اپنے ہیں حسان بھائی
اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو یہ زندگی دی ہے تو یقیناً
کوئی مقصد کوئی مصلحت ہوگی اس کی، خود کو
سنبھالیں۔''
''حسان بھائی بے شک آپ کا غم بہت بڑا
ہے اس کا کوئی مداوا نہیں ہے لیکن ایسے تو زندگی
نہیں کٹتی اسے بسر کرنے کے قابل بنانا پڑتا ہے،
میں نے بھی اپنے پیاروں کی موت نہیں دیکھی
تھی، مگر تایا ابو اور تائی امی کی موت نے مجھے بھی
کچھ عرصے کے لیے ہر چیز سے زندگی کی امنگ
سے بددل کر دیا تھا، حسان بھائی آپ جتنا نہ سہی
لیکن دکھ تو مجھے بھی بہت ہے ان کی موت کا اور
میں نے پہلی بار محسوس کیا ہے کہ پیاروں کی موت
دل دہلا دینے والی قیامت ہوتی ہے، اسی لیے
حسان بھائی میں آپ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھنا
چاہتی، اللہ میاں نے آپ کو زندگی دی ہے تو
اسے زندہ دلی سے گزارنے کی کوشش کریں آپ
نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔'' اس نے پر نم آواز میں
کہا۔
''چھوٹی بہنوں یا دوستوں کے لیے کیا کروں گا
میں زندگی کی طرف لوٹ کر جب مر رہا ہی تو میں
یونہی رہ گئے پیچھے دن بھی گزار لوں گا، مجھ میں جینے
کا حوصلہ نہیں رہا، تم نے مجھے ہوش میں رکھا اور
میں خود کو امی ابو کی خاطر سنبھالتا چلا گیا، لیکن اب
جب مجھ پر یہ حقیقت کھل چکی ہے کہ وہ اس دنیا
میں نہیں رہے تو میں کس کے لیے جینے کی کوشش
کروں؟''
''میرے لیے حسان بھائی، میں آپ کو
مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔'' اس نے روتے
ہوئے کہا۔

''نہیں دیکھ سکتیں تو چلی جاؤ یہاں سے
واپس چلی جاؤ اپنے گھر جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو۔''
وہ شدت غم سے تڑپتے روتے ہوئے چیخ اٹھے۔
''ایسی حالت میں تو آپ کو بالکل بھی تنہا
نہیں چھوڑا جا سکتا، ہم آپ کے اپنے ہیں، آپ کا
دکھ آپ کا غم ہمارا بھی تو ہے، آپ کی امی ابو
میرے تایا تائی بھی تھے تو میرے امی ابو کے بھائی
بھابھی بھی تو تھے، ہم سے بھی تو ہمارے پیارے
بچھڑے ہیں، حسان بھائی آپ کا اور ہمارا
دکھ مشترک ہے آپ کے اور ہمارے آنسو اس غم
میں یکساں بہتے ہیں، پھر کیسے تنہا چھوڑ دیں ہم
آپ کو۔'' اس نے روتے ہوئے کہا تو وہ حزیں
ہو کر ان کے سینے سے لگ کر بلک بلک کر بچوں
کی طرح رونے لگے، نیہا کے اپنے آنسو بھی
رواں تھے، اس نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ
دیا، لیکن اسی کی تسلی کیا دیتی وہ خود بھی تڑپ رہی تھی، انہیں
چپ نہیں کرانا چاہتی تھی ان آنسوؤں کا ان پر
قرض تھا اپنے والدین کا قرض اور پھر دل کا غبار
بے اختیار آنسوؤں میں نکلا کر وہ روتے رہے، اس نے انہیں کھل
کر رونے دیا۔
جسم کے زخم تو بھر گئے تھے، لیکن روح اور
دل کے زخم ابھی تازہ تھے، حسان گھر آتے ہی
بستر میں گر گئے، وہ خود بھی تندرست نہیں ہو
پائے تھے اور پھر سب سے بڑھ کر اپنی بیماری کا
احساس تھا کہ وہ بھی چار مہینے سے زیادہ نہیں جی
سکتے، اسی لیے وہ ہاتھ پاؤں چھوڑ
بیٹھے تھے کھانا پینا نہ ہونے کے برابر تھا اور کھاتے
تھے وہ بھی نیہا اور غفران صاحب کے بے حد
اصرار پر ان کے ہاتھ سے کھا لیتے تھے، ورنہ تو
انہیں کھانے پینے کی بھی پروا نہیں رہی تھی، نعمان
صاحب اور بیگم نعمان کا چالیسواں ہو گیا تھا جلیلہ
بیگم نے واپس جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا، وہاں بھی
دو دن سے جبران ان کا اکلوتا بیٹا اور نیہا کا اکلوتا بھائی اور

بڑا بھائی اکیلا تھا جو غفران صاحب کا سٹور چلانے
کے ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی کرنے اور پھر گھر کا
خیال رکھنے اور اپنے لیے کھانا پکانے کپڑے
دھونے کی ڈیوٹی دیتے دیتے تنگ آ گیا تھا، اس
کے فون پر فون آ رہے تھے، وہ انہیں واپس آنے
کے لیے اصرار کر رہا تھا، اس کے ایم بی اے کے
امتحانات ہونے والے تھے، اس لیے اب جلیلہ
بیگم اور غفران صاحب واپسی کے لیے سوچ رہے تھے،
غفران صاحب کو حسان کے اکیلے پن کی فکر تھی،
انہیں وہ اس حالت میں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتے
تھے، بے شک ملازم بھی پرانے وفادار اور خیال
رکھنے والے تھے لیکن وہ ان کے بھتیجے تھے انہیں
ایسے وقت میں ان کی ضرورت تھی اسی کشمکش میں
وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ وہ چلے
جائیں یا یہاں رک جائیں۔
''چچا جان! مجھے آپ سے ایک ضروری
بات کرنی ہے۔'' نعمان اور بیگم نعمان کے
چالیسویں کے اگلے دن حسان نے ڈرائنگ روم
میں ان دونوں کو بیٹھے پا کر کہا۔
''ہاں ہاں بیٹا کہو کیا بات ہے؟'' غفران
صاحب نے بہت ملائمت سے پوچھا۔
''چچا جان آپ نے، چچی جان اور نیہا نے
میری بہت خدمت کی ہے پہلے تو اس کے لیے
بہت بہت شکریہ حالانکہ آپ لوگوں کی محبتوں اور
خدمتوں کے لیے شکریہ کا لفظ بہت ہی بے معنی
ہے لیکن میں آپ کی محبتوں اور خدمتوں کا حق ادا
نہیں کر سکتا۔'' حسان نے کانپتی آواز میں کہا اور
نیہا ہی کا سہارا لے کر صوفے پر بیٹھ گئے۔
''بیٹا کیسی باتیں کر رہے ہو تم کوئی غیر تو
نہیں ہو، ہم نے جو بھی کیا یہ ہمارا فرض تھا تم میں
اور جبران میں ہم نے کبھی کوئی فرق نہیں سمجھا۔''
غفران صاحب نے محبت سے کہا۔
''تو اور کیا بیٹا اب تو تم نہیں اور بھی عزیز

ہو گئے ہو تم خود اپنی حالت دیکھو ہم بھی تمہارے
اپنے ماں باپ کی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا لیکن
پھر ہم کوشش کر سکتے ہیں نا کہ تمہیں ماں باپ
کا پیار دے سکیں ہم چاہتے ہیں کہ تم ہم سے اپنے دل کی
بات کہو۔" جمیلہ بیگم نے بہت محبت بھرے لہجے
میں کہا تو حسان کی آنکھیں اتنی محبت پر بھیگ
گئیں۔

"بہت شکریہ آپ کا چچی آپ کی محبت ہے
جو میرے لیے ایسا سوچتے ہیں۔"

"بیٹا کیا بات کرنا چاہ رہے تھے تم؟" غفران
صاحب نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پیار
سے پوچھا۔

"چچا جان ابو امی تو رہے نہیں۔ میں ان کی
واحد اولاد ہوں اور میری بیماری کا آپ کو بھی علم
ہے، ابھی چار دن سے زیادہ کی امید نہیں ہے
ڈاکٹرز کو۔ چچا جان میرے بعد ابو کا نام آگے نہیں
چلے گا، بہت کہتے تھے امی ابو کہ شادی کر لو اور
میں ٹالتا جاتا تھا کہ ابھی نہیں۔ میں نے ان کی بات مان
کر شادی کر لی ہوتی تو مجھے آج یہ دکھ نہ ستاتا
کہ میرے ابو کا نام بے نام ہو جائے گا۔ میرے
بچے اس گھر کا اس کے نام کو نسل کو آگے لے
جاتے۔ پھر اس میں بھی اللہ کی کوئی مصلحت ہو
گی۔" حسان بات کرتے کرتے سانس لینے کے
لیے رکے اس دوران نیہا ان سب کے لیے چائے
لے کر آ گئی۔ جمیلہ بیگم بے چین ہونے لگیں حسان
کی خاموشی سے وہ جلد سے جلد جان لینا چاہتی
تھیں کہ حسان کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

"چچا جان! آپ کو شاید میری بات بہت
عجیب لگے، دیوانے کا خواب لگے لیکن یہ میری
خواہش ہے شاید آخری خواہش ہے اور مجھے امید
ہے کہ آپ میری یہ خواہش ضرور پوری کریں
گے۔" حسان نے دوبارہ اپنی بات شروع کی۔

"بیٹا اللہ تمہیں صحت زندگی دے میرے
بس میں جو ہو وہ میں ضرور کروں گا یہ میرا تم سے
وعدہ ہے تم کہو تو۔" غفران صاحب نے بہت
محبت اور خلوص سے کہا۔

"چچا جان میں شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ
میری اولاد کے ذریعے میرا میرے خاندان کا نام
زندہ رہ سکے میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد یہ گھر
آباد رہے یہاں موت کی سی خاموشی نہ ہو بلکہ
زندگی کی قلقاریاں ہوں۔ پتا نہیں میں تب تک
زندہ رہوں گا کہ نہیں لیکن میرا عکس اس گھر میں
موجود ہوگا، میرا نام میری اولاد کے ساتھ زندہ
رہے گا، میرے پاس وقت بہت کم ہے چچا جان،
یہ کام جتنا جلدی ممکن ہو کرا دیجیے، لڑکی بہت
سادگی سے ہوگا اور کوئی بھی عورت ہو بے سہارا،
بیوہ یا مطلقہ کوئی بھی ہو لیکن نیک ہو جو میرے
بچے اور اس گھر کے ساتھ مخلص ہو۔ آپ سمجھ رہے
ہیں نا میری بات۔" حسان نے اپنی بات مکمل
کر کے ان سے پوچھا تو وہ دونوں حسان کی اس
خواہش کو سن کر حیرت کے سمندر میں غوطے لگا
رہے تھے چونک کر باہر نکلے۔

"ہاں...... آں بیٹا کیوں نہیں تمہاری
خواہش بجا ہے بیٹا۔" غفران صاحب نے سنبھل
کر کہا۔

"تو میں سمجھوں کہ یہ کام دو چار دن تک
ہو جائے گا۔" حسان نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ان شاء اللہ۔" ان دونوں نے ایک ساتھ کہا
تو وہ بیساکھی کے سہارے کھڑے ہو گئے۔

"شکریہ۔" حسان نے جمیلہ بیگم اور غفران
صاحب سے کہا اور آہستہ آہستہ چلتے اپنے کمرے
میں چلے گئے، نیہا کی آنکھیں ان کی اس خواہش
اور اپنی بے بسی پر بھیگنے لگیں وہ چائے پیے بغیر ہی
وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

"یا اللہ میاں، حسان بھائی کو تندرست کر
دے انہیں اتنی صحت مند اور اچھی سی زندگی دے
دے کہ وہ اپنے بچوں کے بچوں کو بھی اس گھر میں
کھیلتا دیکھیں، انگلی پکڑ کر چلاتا دیکھیں ان میں
ہاں اللہ میاں میری دعا قبول کر لے اللہ میاں۔"
نیہا نے دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے
دل ہلکا کرتے ہوئے اللہ کے حضور گڑگڑائی۔

"حسان نے اپنی خواہش ظاہر کر دی ہے۔"
غفران صاحب نے جمیلہ بیگم کی طرف دیکھا۔

"جی ضرور ہے لیکن انہونی یا ناممکن نہیں
ہے میرا تو دل لرزتا ہے اس کی باتیں سن کر۔" جمیلہ
بیگم نے افسردگی سے کہا انہیں حسان کی جوان
مرگ کا ملال اور افسوس ضرور ہوتا ان کی حالت پر
بھی دکھ ہوتا لیکن وہ سب کچھ خود بھی نہیں
چاہتی تھیں۔

"ہاں جمیلہ بیگم، معلوم اللہ کو کیا منظور ہے
میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں اتنی
جلدی لڑکی کہاں سے آئے گی۔ میں تو سوچ سوچ
کر پریشان ہو رہا ہوں۔"

"آپ کو اس معاملے میں کچھ سوچنے یا
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" جمیلہ بیگم
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ باہر سے آنے والی
کون سی بات ہے لڑکی تو گھر میں موجود ہے۔"

"گھر میں...... کون؟"

"اپنی نیہا اور کون۔" انہوں نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"کیا؟" وہ حیرت اور غصے سے چلاتے
اٹھ کھڑے ہوئے۔

"دماغ تو درست ہے تمہارا۔"

"دماغ درست ہے میرا اسی لیے یہ بات
کہہ رہی ہوں آپ تو فوراً غصہ شروع ہو جاتے
ہیں پہلے میری بات پوری بات تو سن لیں، میں
نے بہت دور تک سوچا ہے۔"

"چلیں اپنے کمرے میں سمجھاتی ہوں آپ
کو۔" وہ کھڑی ہو کر بولیں۔

"کیوں یہاں کیا ہے؟"

"اوہو ایک تو آپ سوال جواب بہت
کرتے ہیں آپ نے سنا نہیں دیواروں
کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"اچھا چلو۔" وہ مسکرا کر ان کے ساتھ ہی
اپنے کمرے میں آ گئے۔

"ہاں اب بولو کیا سوچا ہے تمہارے دوست
دماغ نے؟" وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر بولے تو
وہ بھی ان کے قریب ہی بیٹھ گئیں اور سنجیدگی سے
گویا ہوئیں۔

"غفران اگر ہم باہر کی کسی لڑکی سے حسان
کا نکاح کرائیں گے تو حسان کے مرنے کے بعد
اس کی ساری جائیداد وہ لڑکی حسان کی بیوہ ہونے
کی حیثیت سے لے جائے گی اور اگر حسان
جاتے جاتے اپنی نشانی بھی پیچھے چھوڑ گیا جس
کے لیے وہ یہ شادی کرنا چاہ رہا ہے تو ہمارے
ہاتھ کچھ نہیں آئے گا، اس کی بیوہ اور ہونے والی
اولاد ہی ان کی ساری جائیداد کی مالک ہوگی
قانونی طور پر اور اگر ہم نیہا کی شادی اس سے کر
دیں گے تو دونوں صورتوں میں حسان کی جائیداد
کی مالک نیہا ہوگی یعنی ہم لوگ کے باہر کی لڑکی
ہم سے کوئی تعلق نہیں رکھے گی نا اتنے کی سب
کچھ اور زیادہ سے زیادہ چار مہینے کی تو بات ہے،
ہم وہیں سے اپنا سامان یہاں منتقل کریں گے،
جو ان کے امتحان ختم ہو گئیں تو بعد میں ہم سب
یہیں آ جائیں گے، مستقل اور آپ دونوں باپ
بیٹا حسان کا بزنس سنبھال لیجیے گا، خوب عیش ہوں
گے ہمارے وہاں میں ایک جنرل اسٹور ہی تو
ہے کون سا محل کھڑے کر رکھے ہیں ہم نے جو
انہیں چھوڑ کر آتے ہوئے دل دکھے گا۔"

"بات تو تمہاری سو فیصد سچ ہے لیکن یہ
بھی تو سوچو کہ نیہا ابھی بہت چھوٹی ہے اٹھارہ

کی بھی نہیں ہوئی اور چند ماہ کی شادی کے بعد اسے بیوہ ہوتے دیکھنا کیا آسان ہو گا ہمارے لیے اور اگر حسان کی اولاد اس کی گود میں آ گئی تو خود ہی سوچیں وہ بیچاری جیسی زندگی ایک بچے کے ساتھ کیسے بسر کرے گی، ہم اپنی بیٹی کی پوری زندگی محض چند روز کی خاطر ضائع کر دیں۔ نہیں جمیلہ بیگم میں اپنی بچی پر یہ ظلم نہیں کر سکتا۔" غفران صاحب حقیقتاً نرم دل اور مخلص آدمی تھے اس لیے صاف انکاری ہو گئے اس بات سے انہیں نیہا سے بے حد پیار تھا۔

"چند روز تو آپ ایسے کہہ رہے ہیں جیسے چند روز رہ گئے ہوں، ابھی دیکھیں یہ اتنی بڑی رقم اور اتنی شاندار پراپرٹی، ہم اپنی بیٹی کی زندگی ضائع نہیں کریں گے، بعد میں ہم اس کی شادی کر دیں گے، میرے بھائی کے بیٹے کس لیے ہیں ماشاءاللہ سب اچھی پوسٹ پر ہیں، تب بھی گھر کی دولت گھر ہی رہے گی، آدھی پراپرٹی ہم اپنے بیٹے ان کے نام کر دیں گے اور آدھی نیہا کے نام ہے گھر اور کچھ بینک بیلنس ہم اپنے پاس بھی رکھ لیں گے تاکہ ہمارا کام بھی چلتا رہے، ویسے بھی ہم نے رہنا تو سب نے اکٹھے ہی ہے، کوئی مسئلہ ہی نہیں ہو گا۔" جمیلہ بیگم نے سب کچھ جیسے پہلے ہی سوچ رکھا تھا تیزی سے کہا تو وہ بولے۔

"ایک مسئلہ تب بھی ہو گا حسان کی اولاد کا مسئلہ، نیہا کو ایک بچے کی ماں کی حیثیت سے کون قبول کرے گا، بچے کو باپ کا پیار کون دے گا؟"

"آپ اس کی فکر نہ کریں، بچہ ہو گا ہی نہیں۔" جمیلہ بیگم نے چالاکی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیسے نہیں ہو گا جب حسان یہ شادی کرنا ہی بچے کے لیے چاہتا ہے تو کیسے نہیں ہو گا بچہ۔"

"بہت ہی بھولے ہیں آپ۔" جمیلہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے بھئی یہ خاندانی منصوبہ بندی والے آخر کس لیے ہیں، جن کی شادیاں ہوتی ہیں کیا سب کی شادی کے پہلے سال بچے پیدا کر لیتے ہیں نہیں جناب اب تو کئی چار سال بعد بچے میں اضافہ کرنے کا رجحان فروغ پا رہا ہے، نیہا کو بھی فیملی پلاننگ والا اصول اپنانا ہو گا، حسان تو ہیں چار ماہ کا مہمان ہے اس عرصے میں اگر اسے یہ خوشخبری سننے کی خواہش ہوئی بھی تو ہم کہہ دیں گے کہ نیہا اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے، وہ تب تک کون سا زندہ رہے گا جو اسے ہمارے جھوٹ کا پتہ چل سکے گا۔"

"بہت تیز دماغ ہے تمہارا بہت آگے کی سوچتی ہو مجھے تو آج پتہ چلا ہے۔" غفران صاحب ان کی سوچ اور منصوبے سے قائل ہوتے ہوئے بولے تو وہ ہنس دیں۔

"تو پھر یہ طے ہے کہ ہم آج رات ہی حسان سے بات کر رہے ہیں۔" جمیلہ بیگم نے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر نیہا کو بعد میں تمہارا بھائی یا بھتیجا جو بھی اس کا دولہا بنے گا وہ یہ پوچھے گا کہ اس نے حسان سے شادی کیوں کی تھی۔" غفران صاحب کے دل میں ایک اور خدشے نے سر اٹھایا۔

"اس میں کیا مشکل ہے کہہ دیں گے صرف نکاح ہوا تھا کہ اس کی جائیداد خاندان میں ہی رہے اور ہمیں جلدی میں یہی حل سوجھا تھا اور پھر نیہا کی پارسائی دیکھ کر کسی کو اس قسم کے سوالات کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اب تو تسلی ہو گئی آپ کی۔"

"ہاں ہو گئی۔" انہوں نے گہرا سانس لیا تو جمیلہ بیگم بھی پرسکون ہو گئیں۔

اور جب رات کے کھانے کے بعد وہ دونوں حسان کے کمرے میں موجود تھے، انہوں

نے اپنی اس خواہش اور اپنے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا تو پہلے تو وہ ان کی بات سن کر سن ہی رہ گئے پھر بمشکل خود کو سنبھالتے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولے۔

"چچا جان... کیا کہہ رہے ہیں آپ، نیہا تو ابھی بچی ہے۔"

"نیہا وہ اتنی بچی بھی نہیں ہے کہ اس کی شادی نہ کی جا سکے اور ہمیں کسی غیر لڑکی پر اعتبار نہیں ہے آخر تم ہمارے سگے بھتیجے ہو ہمارا خون ہو اور تمہارے لیے فیصلہ کرنے کا حق ہے ہمیں، غیر خاندان کی لڑکی نجانے تمہارے ساتھ کیا رویہ اپنائے ہمیں یہاں سے جا کر تمہاری طرف سے پریشانی رہے گی، ہم نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے، نیہا تمہیں سنبھال سکتی ہے، اس کی عادت بہت محبت والی ہے اور اس نے جس طرح اس دوران تمہارا خیال رکھا ہے تمہاری تیمارداری کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہمیں تمہارے لیے نیہا سے بہتر کوئی نہیں لگی۔" غفران صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں آپ کے جذبات، آپ کی محبت کی بہت قدر کرتا ہوں چچا جان، لیکن یہ نیہا کی زندگی برباد نہیں کر سکتا، وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اسے تو اپنے سے اچھا رشتہ مل سکتا ہے پھر میں پیار اور محبت کے کنارے کھڑا [illegible] نہیں چچا جان میں نیہا کے ساتھ یہ زیادتی نہیں کر سکتا، اس معصوم کے ساتھ ظلم ہو گا، اس کے اپنے بھی تو کچھ خواب ہوں گے، میں اس کے خواب نہیں توڑنا چاہتا، اس نے جس طرح میری تیمارداری کی ہے کوئی اور نہیں کر سکتا، میں جانتا ہوں وہ محبت کرنے والی لڑکی ہے دوسروں کے دکھ پر دکھی ہو جانے والی بچی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم اس کی اس عادت اور رویے سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں، میں اتنا خود غرض نہیں ہوں چچا جان، کہ اپنی ایک خواہش کی خاطر نیہا جیسی پیاری اور معصوم لڑکی کی زندگی برباد کر دوں، نہیں یہ مجھ سے نہیں ہو گا، میرا ضمیر یہ بات گوارہ نہیں کرتا، ہمارا کوئی میل نہیں ہے عمروں کے فرق کی تو خیر ہے لیکن میں زندگی اور موت سے تھوڑے فاصلے پر ہی کھڑا ہوں، پھر میں اس معصوم کو اپنے پیچھے کیوں روتا چھوڑ کر جاؤں، قیامت ہوتی ہے زندگی کسی بھی لڑکی کے لیے بیوہ ہو جانا، [illegible] اور میں اپنی معصوم سی گڑیا جیسی کزن پر یہ قیامت توڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا چچا جان۔" حسان نے بہت سنجیدہ لہجے میں تمام کہا تو جہاں غفران صاحب اور جمیلہ بیگم کا منہ اتر گیا وہاں [illegible] وہاں دروازے کے باہر کان لگائے کھڑی نیہا کا دل حسان کی محبت اور عزت سے لبریز ہو گیا وہ اس کے لیے کتنا اچھا سوچ رہے تھے، اس کی بہتری کے لیے فکرمند تھے، اس قدر نوبل اور کیئرنگ انسان ان کے اندر بھی چھپا ہو گا یہ اسے آج ہی پتا چلا تھا اور وہ بہت مطمئن ہو کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی، اسے ان کے متعلق اپنی بے قراریوں، اپنی تڑپ اور محبت کا بھی جواب مل گیا تھا، اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ حسان سے محبت کرتی ہے وہ معصوم محبت اس کے دل میں [illegible] دھارے بیٹھی تھی اسے خود ہی حیرت ہو رہی تھی کہ اسے پہلے کیوں نہ خبر ہو سکی اپنے من کی بے کلی کی۔

"حسان بیٹا ہم تمہارا برا چاہ سکتے ہیں نہ ہی اپنی بیٹی کا، آخر کو ہماری ایک ہی بیٹی ہے نیہا، ہم تو اس طرح سے اپنے بھائی اور بھابی کی اولاد سے اپنا رشتہ ہمیشہ تمہارے حوالے سے جوڑے رکھنا چاہتے ہیں، اسی خاطر ہم نے یہ سوچا ہے۔" جمیلہ بیگم نے کہا۔

"آپ کی محبت سر آنکھوں پر چچی جان لیکن

میں اس کم عمر بچی سے اتنی بڑی قربانی کیوں
چاہوں۔ اس کا بھی تو زندگی کی خوشیوں پر حق
ہے۔" حسان نے بے بسی سے کہا۔
"تو کیا تمہیں نیہا بری لگتی ہے؟" جمیلہ بیگم کو
ان کا بار بار نیہا کو لڑکی کہنا بہت برا لگ رہا تھا۔ وہ
شادی کی بات کر رہی تھیں اور وہ اسے بچی بچی
کہے جا رہے تھے۔
"کیا بات کر رہی ہیں امی آپ۔ اتنی
پیاری اور محبت والی بچی کو کوئی برا سمجھ سکتا ہے وہ تو
بہت محبت کے لائق ہے۔ مجھے بھی اس سے محبت
ہے لیکن وہ محبت نہیں جو اس رشتے کے حوالے
سے ہو سکتی ہے وہ تو میری پیاری سی کزن اور
دوست ہے غمگسار۔" حسان نے دل سے کہا اور
یہ سچ بھی تھا۔
"تو نیہا بیوی بھی تو دوست اور غمگسار ہوتی
ہے اور تمہیں ایک دوست اور غمگسار کو بیوی بنانے
میں کیوں اعتراض ہے جب ہم اپنی بچی خوشی
سے تمہارے نکاح میں دینا چاہتے ہیں تو تم کیوں
اعتراض کر رہے ہو۔ ہاں کرو۔ کل جمعہ ہے مبارک
دن ہے کل شام ہی سادگی سے نکاح ہو جائے گا۔
نیہا یہاں تمہارے پاس رہے گی اور ہم واپس
وہاں چلے جائیں گے۔ پھر ان کے وہ فون آ
رہے ہیں ان کے ایگزام ہونے والے ہیں اور
وہ گھر اور شوہر سنبھال کر اپنی پڑھائی کی طرف توجہ
نہیں دے پا رہا اس لیے ہمارا جانا بہت ضروری
ہے۔ پلیز بیٹا ہاں کہہ دو تاکہ ہم تمہاری طرف
سے مطمئن ہو کر جائیں۔ اس کے بعد ہم پھر ان کے
امتحان ختم ہوتے ہی دو دن یہاں آ جائیں
گے۔" جمیلہ بیگم نے ان کے سر پر دست شفقت
رکھ کر جتنے پیار سے کہا وہ ان کے پیار کے
سامنے بے بس ہو گئے۔
"آپ نے نیہا سے پوچھا وہ کیا کہتی
ہے؟" حسان نے تھک کر کہا تو وہ دل ہی دل میں
مسرور ہو کر بولیں۔
"نیہا سے ہم ابھی بات کر لیں گے ہمیں
یقین ہے وہ انکار نہیں کرے گی۔ وہ بھی تم فکر مت
کرو تمہارے لیے دن رات تمہاری صحت یابی کی
زندگی کی دعا مانگتی ہے۔"
"ٹھیک ہے آپ نیہا سے بات کر لیں پلیز
اس پر اپنا فیصلہ مسلط مت کیجئے گا۔ اگر وہ راضی ہو
تب میں ہاں کروں گا بلکہ میں خود نیہا سے بات
کرنا چاہوں گا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے
اس کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہو جائے۔" حسان
نے سنجیدگی سے کہا۔
"اچھا ٹھیک ہے تم آرام کرو ہم نیہا سے
بات کر کے اسے تمہارے پاس بھیجتے ہیں تم خود بھی
اس سے بات کر لینا۔ آئیے ظفران۔" جمیلہ بیگم
نے مسکراتے ہوئے ملائمت سے کہا اور ان کے
پاس سے اٹھ گئیں۔ ظفران صاحب بھی حسان کے
سر پر دست شفقت رکھ کر کمرے سے باہر نکل
گئے۔
"آپ اپنے کمرے میں جائیں میں نیہا
سے بات کر کے آتی ہوں۔" جمیلہ بیگم نے ظفران
سے کہا۔
"ٹھیک ہے مگر دیکھو میری بچی کو ناراض
مت کرنا۔"
"وہ میری بھی بچی ہے، کیوں ناراض کروں گی
میں اپنی بچی کو۔ آپ مطمئن ہو کر جائیں۔" جمیلہ
بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور نیہا کے کمرے
میں چلی آئیں وہ شاید انہیں کی منتظر تھی، انہیں
دیکھتے ہی بستر سے اٹھ بیٹھی۔
"کیسے ہیں بھائی؟"
"ہاں ٹھیک ہی ہیں۔" وہ اس کے پاس
بیٹھتے ہوئے نرمی سے بولیں۔
"نیہا بیٹا ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے، ہم
نے اور تمہارے ابو نے ہمیں یقین ہے کہ تم
ہمارے فیصلے کا مان رکھو گی انکار نہیں کرو گی۔"
"کیسا فیصلہ امی؟" اس نے کچھ سمجھتے ہوئے بھی
ظاہر نہ کرتے ہوئے پوچھا۔
"بیٹا ہم چاہتے ہیں کہ کل شام کو حسان کے
ساتھ تمہارا نکاح کر دیا جائے۔"
"کل شام؟" اس نے حیران ہو کر ان کا
چہرہ دیکھا۔
"تم نے حسان کی آخری خواہش تو سنی
تھی نا، ہم تم سے اس کی شادی اس لیے کرنا
چاہتے ہیں کہ گھر کی دولت گھر ہی میں رہے
گی۔"
"گھر کی دولت میں کچھ نہیں امی۔" وہ
واقعی ان کی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔
"چھوڑو اس بات کو یہ بتاؤ کہ کیا تم حسان
سے شادی کے لیے تیار ہو؟"
"ٹھیک امی آپ نے اور ابو نے کچھ سوچ
کر ہی یہ فیصلہ کیا ہو گا مگر حسان تو کسی بیوہ یا مطلقہ
بے سہارا عورت سے نکاح کا کہہ رہے تھے۔"
"بیٹا باہر کی عورت اس کا کیا خاک خیال
رکھے گی، ہاں تم گھر کی بچی ہو اپنی ہمارا حسان
سے رشتہ گھر میں ہے اور پھر تم اس کا خیال بھی رکھتی
ہو اب ایسا کرو شاباش حسان کو اپنی رضا مندی
سے آگاہ کر دو، بیٹا وہ انکار کر رہا ہے کہ یہ
تمہارے ساتھ زیادتی ہے اب دیکھو وہ کچھ بھی
کہے تم نے اس سے شادی سے انکار نہیں کرنا
سمجھیں۔" جمیلہ بیگم نے بہت محبت سے
اسے سمجھایا اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"جاؤ میری جان وہ تمہارا انتظار کر رہا ہو گا
صبح تک اسے فیصلہ کرنا ہے جاؤ شاباش اپنی رضا
مندی دے آؤ۔" جمیلہ بیگم نے اس کے چہرے کو
چھوتے ہوئے پیار سے کہا۔
"جی امی۔" وہ سعادت مندی سے سر
ہلاتی حسان کے کمرے میں داخل ہوئی تو انہیں
بیڈ پر آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹے دیکھا، اس کے
دل کی دھڑکن اس وقت پہلی بار الگ ہی انداز
میں دھڑک رہی تھی، اس نے بمشکل انہیں
پکارا۔
"حسان بھائی!"
"ہوں نیہا آؤ بیٹھو۔" حسان نے اس کی
آواز سنتے ہی آنکھوں سے بازو ہٹا کر اسے
دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔
"آپ نے مجھے بلایا تھا؟" نیہا نے نظریں
جھکائے پوچھا۔
"ہاں۔" وہ اٹھنے لگے تو نیہا نے تیزی سے
ایک کر انہیں سہارا دے کر بٹھایا۔
"نیہا کیا تم مجھے اس طرح سنبھالتے سنبھالتے
تھک نہیں جاؤ گی؟" انہوں نے اس کے گلابی
مائل سفید دلکش چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا انہوں
نے اپنا سوال دہرانے کی طرح سے کہہ دیا تھا۔
"یہ تو آپ پر انحصار کرتا ہے کہ آپ مجھے
واقعی تھکانا چاہتے ہیں یا میری تھکن کے خیال
سے خود کو سنبھال لیتے ہیں۔" نیہا نے ان کی بات
کا مطلب سمجھتے ہوئے جواب دیا تو وہ اس کی
سمجھداری پر حیران ہوئے اور پھر مسکرا دیے۔
"اور اگر میں نہ تمہیں تھکانا چاہتا ہوں گا اور
نہ ہی خود سنبھالنا چاہتا ہوں تو۔" وہ اس کے چہرے کو
پیار سے دیکھتے ہوئے بولے۔
"تو بھی آپ کے لیے فرار کی کوئی راہ نہیں
ہے۔" نیہا نے ان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے
کہا۔
"نیہا یہ تمہارے ساتھ ناانصافی ہے۔"
"آپ بھی میرے اپنے ہیں اور امی ابو بھی
میرے ہیں جنہوں نے میری زندگی کا اتنا بڑا
فیصلہ کیا ہے، اپنے اور پیارے لوگ کبھی میرے
لیے برا نہیں سوچ سکتے، میرے ساتھ ناانصافی اور
ظلم نہیں کر سکتے۔" اس نے بہت سنجیدہ اور ٹھہرے

لیجے میں کہا۔

"لیکن نیہا میں تو چند ماہ کا مہمان ہوں۔" انہیں لگا کہ وہ اس سے بھی ہار جائیں گے اس لئے اس پر حقیقت کا اظہار ضروری سمجھا۔

"مہمان تو ہم سب ہیں یہاں، جانا تو سبھی کو ہے، اگر آپ سے پہلے میں اس دنیا سے چلی گئی تو۔"

"پلیز نہیں نیہا، ایسی باتیں مت کرو۔" وہ بے اختیار تڑپ کر بے قراری سے بولے۔

"تمہیں تو ابھی بہت جینا ہے تمہارے تو ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں مرنے کے نہیں۔"

"نیہا۔" حسان کی حیرت دو چند ہو گئی تھی یہ معصوم سی بھولی سی لڑکی اتنی بڑی بات کہہ رہی تھی اپنی اور ان کی عمروں کے فرق کو جانتے ہوئے، ان کی جان لیوا بیماری سے واقف ہوتے ہوئے، ان کی ایک خواہش کے لئے اپنی ساری زندگی داؤ پر لگانے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو چندا؟" حسان نے اپنے بے جان ہوتے وجود میں کرنٹ دوڑتا ہوا محسوس کیا اور حیرت، دکھ، محبت اور بے بسی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ابھی مجھے چندا کہا ہے تو یہ جان لیجئے کہ آپ کے نام کا بادل اگر اسے نہ ملا تو یہ چندا ٹوٹ اور بکھر کر زمین کے اندھیروں میں چھپ جائے گا۔" نیہا نے بہت گہرے اور اٹل لہجے میں کہا تو ان کے اندر زلزلہ سا آ گیا۔

"میری اس حالت نے شاید تمہیں جذباتی بنا دیا ہے۔" وہ بہت دیر اس کی صورت کو دیکھتے رہنے کے بعد یہی کہہ سکے تو اس نے نظریں اٹھا کر ان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے تو آج ہی پتا چلا ہے کہ میں آپ سے کتنی دیوانی ایسی محبت کرتی ہوں اور میری شادی اگر آپ سے نہ ہوئی تو، تو کسی اور سے بھی نہیں ہو گی اور میں آپ کی شادی کسی اور سے ہونے نہیں دوں گی میں آپ کے انتظار کے بعد بھی ساری زندگی تنہا گزار دوں گی، اگر آپ مجھے نہیں اپنا سکتے تو میں بھی کسی اور کو اپنانے کی خواہش نہیں کروں گی اور آپ جانتے ہیں کہ میں بہت ضدی ہوں، اگر کچھ کرنے پر آ جاؤں تو پھر کوئی مجھے روک نہیں سکتا، اس لئے خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر جواب دیجئے، اپنا وعدہ یاد کیجئے زندگی سے پیار کریں موت سے بہت ڈر لگتا ہے، یہ یقین رکھئے کہ میں پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں گڈ نائٹ۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے انہیں حیرت کے سمندر میں دھکیل کر چلی گئی، انہیں اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"میری موت کی دہلیز پر زندگی کی دستک کیوں ہونے لگی ہے؟ کوئی اور وقت ہوتا تو شاید مجھ سے زیادہ خوش نصیب شخص کوئی نہ ہوتا اس روئے زمین پر مگر نیہا تم مجھے زندگی کی طرف آنے کو پکار رہی ہو اور موت میرے تعاقب میں ہے، کچھ ہی روز میرے استقبال کے لئے کھڑی ہے۔ لیکن تم نے بھی ایسے شخص سے دل لگایا جس کا دل اپنی دھڑکنیں تمام ہونے کا منتظر ہے۔ اے کاش میں تندرست ہوتا تو اپنی ساری محبتیں سارے جذبے تم پر نثار کر دیتا۔ لیکن اب تو میں خود وقت رخصت کا منتظر ہوں تمہیں محبت سے کیسے اپنے اور بہت لوں کیسے میری گڑیا؟" وہ بہت بے بسی سے اسے تصور میں لا کر کہہ رہے تھے ان کی آنکھوں سے بے بسی اور دکھ سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن فیصلہ تو انہیں بہرحال کرنا ہی تھا، جانتے تھے کہ نیہا کتنی ضدی ہے، یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے، جذباتی پن عروج پر ہوتا ہے اور اگر ان جذبات میں آ کر کوئی انتہائی قدم اٹھا لیا تو وہ خود کو بھی معاف نہیں کر پائیں گے اور پھر وہ سب دل سے

کیا چاہتے تھے تو وہ خود کو کب تک مجبور کرتے ہو کر ان کا فیصلہ ماننے پر تیار ہو گئے اور صبح عثمان صاحب اور جمیلہ بیگم کو انہوں نے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور خوش نیہا بھی بہت تھی اسے امید بھی یقین کامل تھا کہ اللہ میاں اس کی دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے اور حسان کو تندرست کر دے گا اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ پریشان اور ہراساں نہیں تھی۔

جمعے کا دن تھا اس شام بہت سادگی سے ان دونوں کا نکاح ہو گیا، اس نکاح میں گھر کے ملازمین کے علاوہ فیکٹری کے پرانے وفادار ملازم اور سپروائزر صاحب نے بھی شرکت کی اور ان کے دوست اور ان کے وکیل صاحب بھی ایک لیگل فون کال پر شرکت کے لئے آ گئے تھے، رات کا کھانا سب نے کھایا۔ نیہا باقاعدہ دلہن تو نہیں بنی تھی، لیکن جمیلہ بیگم نے اسے بہت نفیس کام والا ہلکے پنک اور ہلکے نیلے رنگ کا خوبصورت لباس زیب تن کروایا تھا، مناسب میک اپ اور ہلکی سی جیولری پہنے ہاتھوں میں میچنگ چوڑیاں پہنے وہ بہت دلنشین اور خوبصورت لگ رہی تھی، جمیلہ بیگم نے اسے حسان کے کمرے میں پہنچا دیا، کمرہ بھی تازہ پھولوں سے سجا ہوا تھا اور سائیڈ ٹیبل پر تازہ گلابوں کی آرائش کی گئی تھی، حسان اسٹک کے سہارے بیٹھے تو اس پر نظر پڑتے ہی دم بخود رہ گئے، وہ شرمائی سی لجائی سی نظر اور سر جھکائے ان کے بیڈ پر آ بیٹھی تھی، جانے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں کیا ڈھونڈ رہی تھی۔

"نہیں حسان احمد تم اس کے قریب نہیں جا سکتے یہ زیادتی ہو گی اس معصوم کے ساتھ اپنی حالت دیکھو اور اس کا حسن دیکھو، اس کی کم سنی اس کی دلکشی دیکھو، کیا یہ تم ایسے بیمار شخص کے قابل ہے، ہرگز نہیں، پھر یہ سب کیوں ہوا؟" وہ بے بسی سے سوچ رہے تھے اور نیہا ان کے یہاں رک جانے پر نظریں اٹھا کر حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی، وہ اب بھی بہت گریس فل لگ رہے تھے انہوں نے سفید کاٹن کا شلوار قمیض پہنا تھا پاؤں میں پشاوری چپل تھی، ان کا دراز قد اتنا تھا کہ وہ تو ان کے کندھوں تک بھی نہیں آتی تھی، انہیں کے ان کے بالوں اور کنپٹیوں پر سفید بالوں کی چمک اب بھی قائم تھی، ان کی آنکھوں کی چمک بھی ویسی ہی تھی اور وہ اس کا سبب خوب جانتی تھی اسے تو وہ اب بھی بہت سے پیارے لگ رہے تھے، بہت زیادہ خون بہہ جانے سے سرخ و سفید رنگت ماند ضرور پڑ گئی تھی لیکن سفیدی ابھی بھی باقی تھی، نیہا انہیں دیکھتے ہوئے اپنے دل میں عزم کر رہی تھی کہ وہ انہیں پہلے کی طرح بننے میں ان کی مدد کرنے کی کوشش کرے گی انہیں بے حوصلہ نہیں ہونے دے گی۔

حسان اپنے خیالات کو جھٹک کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے بیڈ کے قریب آ گئے اور نیہا کے قریب بیٹھ کر اسٹک ایک طرف رکھ دی، نیہا نے نظریں جھکا لیں، اس کا دل آج انوکھے اور لطیف انداز میں دھڑک رہا تھا، خوشی اور سرخوشی کی کیفیت اس کے پورے بدن پر طاری تھی۔

"بہت ضدی ہو تم ہوں، آخر اپنی منوا کر ہی رہیں۔" حسان نے اس کے چہرے کو چاہت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے لبوں پر شرمیلی مسکان رچ گئی، حسان نے بہت حیرت سے اسے دیکھا اس نظر سے تو انہوں نے اسے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا، وہ مناسب قد و قامت کی صحت مند چست اور ایکٹو لڑکی تھی، مگر اس کا حسن تو انہیں آج نظر آیا تھا، قدرت نے اسے بہت فرصت میں بنایا تھا، گھنی پلکوں کی اوٹ گرتی بہار میں حسان کو اپنا دل اٹکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اس کے چہرے کا ایک ایک نقش اتنا دلکش تھا اور جاذب نظر تھا کہ نظریں اس کے رخ سے ہٹنا بھول گئیں، دل تو کیا رہا تھا کہ حسن کے دلوں کو خیال انہیں بے بس کر رہا تھا وہ اتنی حسین زندگی کو بھلا کون چھوڑ کر جانا چاہے گا؟

"آپ تھک گئے ہوں گے میری جان بے آرام رہے ہوں ہاں میں تو لیٹ جائیں۔" نیہا نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اس کی اپنے لئے فکر پر مسکرائے۔

"تھکن تو اتنی نہیں ہے، لیکن بے چینی سے دل میں کہ سوئے بس اسے محسوس کرتا ہوں کہ میں انہیں بھی اپنی آنکھوں میں بسا لوں دیکھتا رہتا ہوں شاید میں تمہارے قریب رہ سکوں۔"

"آپ مجھ سے دور بھی نہیں رہ سکیں گے۔" اس نے بہت یقین سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"تو تمہیں اپنی کشش کا احساس ہے ہوں۔"

"نہیں مجھے اپنی محبت کی طاقت پر یقین ہے۔"

"نیہا جانو تم مجھے زندگی کی طرف بلا رہی ہو اور موت مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے تمہاری ضد کے سامنے ہار تو گیا ہوں لیکن تمہیں ساری زندگی کے لئے اپنا پابند بنا کر نہیں جانا چاہتا شاید میری تو جس کی استطاعت بھی، بھلا کون جیا ہے سدا دنیا فانی ہے، انسان فانی ہے نام تو ہمیشہ اس کی ذات پاک کا باقی رہے گا جس نے ہم سب کو تخلیق کیا ہے، مرنے والے مر جاتے ہیں پھر کون یاد رکھتا ہے سدا کون جیتا ہے، میں تمہیں عمر بھر کے لئے زندگی کی خوشیوں سے محروم کر کے نہیں جانا چاہتا۔" وہ بہت نرم لہجے اور پیار بھرے لہجے میں بولے۔

"اول تو آپ کہیں جائیں گے نہیں اور اگر خدانخواستہ میری دعائیں بے اثر ہو گئیں تو وہ دن جب آپ کے نام پر ساری زندگی تنہا ہوں میں جدا ہی ہو کر رہ نہیں کہ وہ ٹھیک ہے آپ مجھے تو اس سے کہیں اس پر کوئی شک نہیں، میری زندگی کا جواز بنا کرنے جا رہے ہیں، بس میں سب کچھ دھول گیا۔" وہ اداس اور شکستہ لہجے میں بولی۔

"نیہا کیوں تو اپنے ستم کر گئی ہو۔" وہ اسے گھور سوچتے میری جان۔" حسان کو بے اختیار اس پر پیار آنے لگا انہوں نے بہت محبت سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا میں واقعی آپ کی جان ہوں؟" نیہا نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے پوچھا۔

"آپ تو تم ہی میری جان ہو۔" حسان نے اس کے چہرے کو ہاتھ سے ذرا اوپر کیا۔

"نہیں تو پھر جب تک میرے جسم میں جان ہے تب تک آپ بھی زندہ رہیں گے میں آپ کو کہیں نہیں جانے دوں گی۔" نیہا نے بہت محبت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو میری جان۔" حسان کی آنکھیں اس کی محبت کی شدت سے چھلک پڑیں انہوں نے خود ہو کر اس کی پیشانی چوم لی اور نیہا ایسے خوش ہو گئی جیسے کسی بچے کو اس کی پسند کا کھلونا مل گیا ہو اور حسان تو اس کے چہرے پر حیا کے رنگ دیکھ دیکھ کر حیران ہوئے جا رہے تھے، کتنی کشش اور انوکھی لگ رہی تھی وہ ان رنگوں میں، انہوں نے اپنے تکیے کے نیچے سے سونے کے کنگن نکال کر اس کی کلائی میں پہنائے تو وہ کچھ ڈھیلے تھے۔

"ارے یہ تو بہت کھلے ہیں تمہارے دل کی طرح، امی نے اپنی ہونے والی بہو کے لئے بنوائے تھے انہیں کیا خبر تھی کہ ان کی ہونے والی بہو اتنی کمزور سی ہو گی، چلو میں کل آرڈر دے تمہارے ناپ کے بنوا دوں گا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے بس آپ جلدی سے تندرست ہو جائیں یہ وعدہ ہے آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے آپ وہ وعدہ پورا کریں مجھے دنیا جہان کی دولت مل جائے گی۔"

"اور مجھے تو دنیا جہان کی دولت مل گئی ہے تمہاری صورت میں۔" وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر بولے۔ وہ ان کی آنکھوں کے پیالے میں بھر کر محبت سے دیکھتے ہوئے بولے تو وہ شرما گئی۔

"میں نے ساری زندگی تعلیم اور بزنس میں لگا دی گزاری ہے زندگی کا یہ روپ تو آج میرے سامنے آیا ہے، تو تمہاری خاطر میں جینے لگا چاہ رہا ہوں بھی ہے ہر خوشی دے کر زندہ دلی کے ساتھ جینے کی کوشش کروں گا، میں ان دنوں کو بھرپور طریقے سے انجوائے کروں گا تمہیں دکھی اور پریشان نہیں کروں گا اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔" انہوں نے کہا اور دونوں خوشدلی سے ہنس دیے۔

دو دن بعد جمیلہ بیگم اور ظفران صاحب نیہا کو بہت سی ہدایات دیتے ہوئے تاکید کرتے ان دونوں کو دعائیں دے کر دوحہ روانہ ہو گئے۔ گھر ایک دم سے خالی خالی سا ہو گیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آئی تو جمیلہ بیگم کی دی ہوئی نیلی چائنہ کی گولیاں لے کر نکلی اور [illegible] سے باہر کو [illegible] میں [illegible] وہی، حسان تو خود بھی پہچان چکے تھے پھر بھلا ان کی کیا ضرورت تھی اور وہ تو بھی کب انہیں استعمال کرنے والی تھی، وہ حسان کے ساتھ بے انتہا خوش رہا کرتی تھی، اسے اپنی ماں کی منافقت پر بہت افسوس ہوا تھا۔

"حسان وہ روزانہ صبح واک کرتے تھے، یوگا بھی کھیلتے تھے، ہائیکنگ اور گالف کھیلتے تھے مگر انہیں بھی سگریٹ پیتے نہیں دیکھا پھر انہیں پھیپھڑوں کا کینسر کیسے ہو گیا اور انہیں پتہ کیوں نہیں چلا ان کا مرض آخری اسٹیج پر کیسے پہنچ گیا میرا دل نہیں مانتا حسان کو اتنی مہلک بیماری ہے ہو بھی سکتی ہے؟" اس نے بے چینی سے سوچا اور پھر حسان کے اور اپنے مشترکہ بیڈروم میں چلی آئی۔ حسان کسی گہری سوچ میں گم آنکھیں بند کیے لیٹے تھے۔

"حسان کیا سوچ رہے ہیں آپ؟" اس نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا سوچ رہا ہوں گا میں؟" انہوں نے آنکھیں کھول کر اس کے چہرے کو دیکھا۔

"اس کے چہرے میری آنکھوں کے سامنے لہرا رہے ہوتے ہیں اور وہ نظر آنے لگتے ہیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اڑ کر ان کے پاس پہنچ جاؤں۔"

"مجھے یہاں چھوڑ کر۔" نیہا نے تڑپ کر کہا تو انہوں نے بے قراری سے اسے دیکھا اور نرمی سے بولے۔

"تمہیں تو ابھی بہت جینا ہے نیہا۔"

"نیہا کو صرف آپ کے ساتھ جینا ہے ورنہ نہیں جینا ہے۔" اس نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا۔

"نیہا جان تمہارے نام کا مطلب ہے خوبصورت محبت اور تم سراپا اپنے نام کا عکس ہو مگر میں کیا کروں جاناں کے میری آنکھوں میں لہو کا رنگ شدت ہو گئے وہ گیا اپنے پیاروں کے لہو میں ڈوبے، وجود میں بھلا نہیں پاتا، مجھے تو کبھی بھولے سے بھی یہ نہیں لگتا کہ میرے گھر میں وہ دونوں دبے پاؤں سرپرائز دینے آ جائے گا۔" حسان نے اسے بہت بے بسی سے دیکھتے ہوئے دکھی لہجے میں کہا تو وہ بھی دکھی ہو گئی، پھر بہت کرب سے بولی۔

"حسان جہاں زندگی ہے وہاں موت کا

ساتھ بھی ہے لیکن وقت نے پہل نہیں ہوا سارا سا
گزرے وقت کو پلٹ کر دیکھنے سے کیا حاصل ہو
گا سوائے دکھ کے دور کے آپ تو مرد ہیں مرد تو
اتنا کمزور نہیں ہوتا اور آپ ہمیشہ اپنا وعدہ اپنا کہا
بھول کیوں جاتے ہیں؟"

"شاید اس لیے کہ زندگی بہت پیاری نصیب بن گئی ہے اب تو یہ سوچتا ہوں کہ کیا مجھ جیسا کا کوئی پیا جرا وہ گیا ہے جس کی آس پر خود کو کمزور کیا سکوں۔"

"کیا میں آپ کے زندہ رہنے کے لیے کافی نہیں ہوں حسان۔" اس نے بہت دکھ سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا وہ اس لمحے اسے بھی فراموش کر گئے تھے۔

"میں آپ کی بیوی ہوں۔ آپ کو ایسا نہیں لگتا کہ آپ کے وجود سے جسم کی تکلیف آپ کی نصف بہتر بھی محسوس کرتی ہے اور جس کی تکمیل صرف آپ کے وجود سے عبارت ہے، یا شاید میں ہی اس قابل نہیں ہوں ٹھیک ہے حسان، آپ میری محبت کا یقین نہ کریں لیکن کیا آپ مجھے اپنی محبت کے قابل نہیں سمجھتے۔" نیہا کے لہجے کا درد آنکھوں سے چھلک کر انہیں بے چین کر گیا۔

"نیہا پاگل ایسا کیوں کہا تم نے تم تو اس قابل ہو کہ تمہاری پرستش کی جائے، لیکن جان تمہیں تم اسے قابل بنا رکھنا ہوگا۔" اس نے ان کو پیار دیا اس میں تھام کر پیار سے کہا۔

"آپ کو میری محبت کی توہین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔" وہ ان کے ہاتھ جھٹک کر بھیگی آواز میں بولی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

"نیہا آئی ایم سوری۔ میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔" حسان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور بہت بے بسی سے ندامت سے محبت سے بھیگے لہجے میں کہا۔

"تو آتی دیر سے کیا کر رہے تھے۔" اس نے خفگی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"حسان پلیز اس کمرے سے باہر نکلیں آپ کو کچھ نہیں ہوا ہے، باہر نکلیں اپنے دوستوں سے ملیں، سیر کریں جائیں۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم، جواب معاف کرو واقعی میں تمہیں بہت پریشان کر رہا ہوں تم ابھی بچی ہو کر اتنا حوصلہ رکھتی ہو اور میں تمہارے حوصلے اور ساتھ کو بھی رائیگاں کیے جا رہا ہوں اب نہیں کروں گا اب جیسا تم کہو گی ویسے ہی ہوں گا۔"

"ٹھیک۔" اس نے حسب عادت کی آنکھوں اور چہرے پر خوشی کے رنگ بکھرنے لگے تھے۔

"تو پھر انہیں یہاں سے باہر نکلیں۔" اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"باہر کہاں؟"

"لان میں واک کرتے ہیں۔"

"او کے چلو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اور سائیڈ پر رکھی اسٹک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو نیہا نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"اوں ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے میں جو ہوں۔"

"اور جو میں گر گیا تو۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر ہنستے ہوئے بولے۔

"آپ نہیں گریں گے یہ میرا دل کہتا ہے اور میرا دل کبھی غلط نہیں کہتا۔" اس نے پر یقین لہجے میں کہا تو وہ اس کے مقابل کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے۔

"تمہارا دل بھی تمہاری طرح معصوم اور پیارا ہے غلط کیسے کہہ سکتا ہے۔"

"تو چلیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے انہیں پیار سے دیکھا۔

"چلو۔" وہ بھی مسکرا دیے۔

"ارے آپ نے جوتے تو پہنے ہی نہیں، ٹھہریں ایک منٹ۔" اس کی نظروں کے تعاقب ... "یہ تو کچھ نہیں" مسکراتے ہوئے بولی اور تیزی سے الماری کھولی اور ان کے سلیپر اٹھا کر ان کے پاؤں کے آگے رکھ دیے۔

"تھینک یو۔" حسان نے جوتے پہنتے ہوئے بے اختیار اسے دعا دی۔

"آپ مجھے بزرگوں کی طرح دعا مت دیا کریں۔" اس نے معصوم سی خفگی سے انہیں دیکھا۔

"کیوں بھئی۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے لگتا ہے جیسے میں بہت چھوٹی سی بچی ہوں۔" اس نے نظریں ان کی وجیہہ چہرے پر جما کر کہا۔

"میری جان۔" انہوں نے ہنستے ہوئے بے اختیار اسے اپنے ساتھ لگایا اور اس کی چمکتی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیے، نیہا کا دل ... لگا اس کا روم روم ان کے پیار بھرے لمس کی توانائی اور تازگی سے رقص کرنے لگا، وہ کتنے دنوں بعد ملے تھے اس کا خوشی سے ہی دل ... ہونے کو ہو رہا تھا، آنکھیں چھلک رہی تھیں۔ انہوں نے اس کی آنکھوں کو نم دیکھ کر بے قراری سے پوچھا۔

"کیا ہوا نیہا؟"

"آج آپ بہت دنوں کے بعد ملے تو مجھے لگا جیسے یہ سارا گھر آپ کی ہنسی سے روشن ہو گیا ہو، آپ ہنسا کیجئے حسان، تا کہ زندگی کا احساس ..."

"اور میری زندگی تو اب تم ہو میری جان یا اللہ تو نے مجھے کس نیکی کے صلے میں اس پیاری سی لڑکی کو ساتھ بخشا ہے میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں مالک۔" وہ خوشی سے اسے اپنے ساتھ لگائے آبدیدہ ہو گئے، وہ ان کے لیے اس قدر حساس ہے یہ تو انہیں آہستہ آہستہ معلوم ہو رہا تھا، وہ انہیں لے کر باہر نکل آئی سب ملازمین حسان نیہا کا ہاتھ تھامے چلتے دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے ... بابا نے فوراً انہیں تین چار گلاب کی کلیاں ... کر خوش ہیں، دعائیں دیں وہ بھی مسکرا رہے تھے، آج بہت ہفتوں بعد وہ اس طرح کھلی فضا میں آئے تھے، نیہا ان کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ ان کے قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی، اسے یقین تھا کہ حسان کے چلنے میں جو لڑکھڑاہٹ ہے وہ جلد ختم ہو جائے گی اور وہ پہلے کی طرح چل پھر سکیں گے۔

"یہ پھول میں تمہارے بالوں میں لگا دوں۔" حسان نے چلتے چلتے رک کر گلاب کی ادھ کھلی کلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سچ میں۔" نیہا کی خوشی دیدنی تھی اس نے فوراً سر ان کی طرف کر دیا اور انہوں نے اس کے بالوں میں لگی ہیئر پن میں وہ کلی لگا دی اور اس کے ڈارک بلیک گھنے بالوں کی لمبی سی چٹیا دیکھ کر حیرت سے بولے۔

"تم خود تو چھوٹی سی ہو اور بال اتنے بڑے اتنے لمبے کیسے ہوئے ہیں۔"

"مگر کیئر کرنے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔" اس نے خوشی خوشی بتایا۔

"تو کٹوا دو بال۔"

"کٹوا دوں۔" اس نے اپنی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں حیرت سے پھیلائیں حسان کا دل ان آنکھوں کی گہرائیوں میں ڈوبنے لگا۔

"کیئر کرنے میں مشکل ہوتی ہے تمہیں اس لیے کہہ رہا ہوں ورنہ تمہارے حسن میں یقیناً بلاشبہ تمہارے ان خوبصورت بالوں کا ہے جنہوں نے تمہارے حسن کو چار چاند لگا دیے ہیں۔" انہوں نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے

کہا تو وہ شرما کر نظریں جھکائے مسکراتے ہوئے بولی۔

"اچھا اور یہ کلی کیسی لگ رہی ہے میرے ہونٹوں میں؟"

"گلاب جیسے چہرے پر گلاب کی کلی کیسی لگتی ہے بھلا؟" انہوں نے الٹا اسی سے پوچھا تو وہ شرما کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ حسان کے دل و دماغ کے سارے در وا ہوئے اور وہ ان میں چلی گئی۔ زندگی اور محبت کے اس گلاب کلی انہیں اپنی آغوشوں میں مقید کر گئی۔

"تمہارے آنے سے تو اس گھر کے در و بام ہی مہکنے لگے ہیں۔"

"اچھا اور آپ۔" اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا وہ اسی کو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہے تھے مسکراتے ہوئے۔

"میں تو زندگی کی خواہش کرنے لگا ہوں، مجھے پہلی بار احساس ہوا ہے کہ زندگی اتنی حسین اور محبت بھری ہوتی ہے۔ میں اب مرنا نہیں چاہتا نیہا۔"

"آپ نہیں مریں گے میرا دل کہتا ہے۔" نیہا نے ان کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھ کر یقین سے کہا۔

"اور تمہارا دل کبھی غلط نہیں کہتا ہے نا۔" وہ اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔

"جی ہاں آپ دیکھیے گا ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔"

"اللہ کرے۔" وہ پر امید لہجے میں بولے۔

"اب اگر اجازت ہو تو میرے دل کی ملکہ میں بیٹھ جاؤں۔"

"بیٹھ جائیے سرتاج۔" نیہا نے انہیں لان چیئر کی طرف لاتے ہوئے بڑی ادا سے کہا تو وہ اس کے سرتاج کہنے پر دھیرے سے ہنس دیے۔ وہ انہیں بٹھا کر خود بھی ان کے سامنے لان چیئر پر بیٹھ گئی۔ ہوا وہ خنکی ہوا ان دونوں کو بہت بھلی لگ رہی تھی۔ حسان تو اسے دیکھے جا رہے تھے، رنگ کے کرتا پاجامہ اور ہلکے دوپٹے میں وہ بے حد اچھی لگ رہی تھی، میک اپ سے پاک مگر چہرے پر قدرتی حسن اپنی چمک میں حسان نظریں جمائے جا رہا تھا، کئی بار وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے، پھر وہ خود ہی انہیں اپنی شرارت سنانے لگی۔

"شاباش ہے بھئی تم تو ... سکھا بھی دو میرا کیا ہے گا؟" حسان ہنسے۔

"آپ کا جو بھی ہے گا اچھا ہے گا ... میں آپ کے ساتھ ہوں۔" اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ محبت سے اسے دیکھنے لگے۔

اگلے دن اس نے گھر میں ... نیاز دلوائی اور حسان کی صحت یابی کی دعا کرائی۔ صدقہ بھی دیا ... سہ پہر کو وہ فارغ ہو کر ... جب فون کی بیل بجی اس نے سلام ... فون اٹھایا تو دوسری جانب جمیلہ بیگم کی آواز ابھری سلام دعا کے بعد وہ اس سے حسان کی صحت کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

"امی وہ ویسے ہی ہیں جیسے آپ کر گئی تھیں۔"

"اچھا سنو حسان نے تم سے جائیداد کے کاغذات پر دستخط وغیرہ کرائے کہ نہیں۔"

"کیسی جائیداد امی؟"

"وہی جائیداد جو حسان کی ہے اور اس کی بیوی ہونے کے ناطے اب تمہاری ہے جس کے لیے ہم نے حسان سے تمہاری شادی کی ہے۔" جمیلہ بیگم نے گویا حیرتوں کے پہاڑ توڑ دیے اس کی سماعتوں پر وہ ایک لمحے کو تو چپ سی ہو

... کر بولی۔

"امی میں نے حسان سے صرف شادی نہیں کی، محبت بھی کی ہے ان سے اور مجھے ان سے محبت ہے ان کی دولت سے نہیں۔"

"ہونہہ ... کی باتیں مت کرو نیہا، ایک تو تم ... کی باتیں کرتے ہو، ابھی ... کے بعد ... یہی ہے اس کی ساری جائیداد ... کروا دے ... تو کر دینا۔" جمیلہ بیگم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سوری امی میں اپنے شوہر کے ساتھ بے ایمانی نہیں کر سکتی، حسان سے مجھے محبت ہے اور جس سے محبت ہوتی ہے انہیں تو دیا جاتا ہے ان سے لیا یا چھینا تو نہیں جاتا، امی آپ اس قدر خود غرض کیوں بن رہی ہیں، تایا ابو اور تائی امی کیا اپنے ساتھ قبر میں لے گئے ہیں، کوئی بھی نہیں لے جائے گا۔ امی آپ اس قدر لالچی مت بنیں۔ حسان آپ کے بیٹے جیسے ہیں انہیں آپ کی محبت کی ضرورت ہے منافقتوں کی نہیں۔"

"اوہو کیا مصیبت ہے بھئی تم سے بات کرنا بے کار ہے۔" وہ جھلا کر بولیں۔

"امی اگر یہ بات تایا ابو کی ہوتی تو وہ تب بھی ابو کو حسان کے چچا ہونے کی حیثیت سے ... درمیان میں ... آپ بھی تو ایک بیٹے کی ماں ہیں ... آپ کے بیٹے کے ساتھ یہ سب ہو تو کیسے لگے گا آپ کو؟" نیہا نے ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا وہ تڑپ اٹھیں۔

"کیسی بدفال منہ سے نکال رہی ہو خدا نہ کرے کہ میرے بیٹے کو کچھ ہو، تیرا بھائی ہے تمہارا، تم اس کے لیے ایسا کہہ رہی ہو۔"

"امی مجھے اپنے بھائی سے بے حد پیار ہے آپ کو یہ ادراک دکھ پہنچا یہ بات سن کر تو آپ خود ہی سوچیے کہ حسان بھی تو آپ کے بیٹے جیسے ہیں ان سے یہ سلوک کیا آپ کو زیب دیتا ہے، امی جس سے پیار ہوتا ہے اس کی تکلیف بہت دکھ دیتی ہے، آپ حسان کی صحت یابی کی دعا کیجیے کیونکہ میری ہر خوشی اب ان سے وابستہ ہے۔" وہ بے حد سنجیدگی سے بولی اور وہ کچھ کہے بغیر فون بند کر گئیں۔

وہ بہت دکھی سی ہو کر بیڈ روم کی جانب دیکھنے لگی۔ حسان نے کارڈلیس پر ان ماں بیٹی کی گفتگو سن لی تھی، جہاں انہیں جمیلہ بیگم کی باتوں نے حیرت اور دکھ میں مبتلا کیا تھا وہاں نیہا کی باتوں نے انہیں ایک گونہ سکون، اطمینان اور سرور بھی بخشا تھا، وہ سراپا پیار تھی، محبت کی اتنی سچی اور اچھی، اتنی کھری اور بے لوث محبت کرنے والی لڑکی تھی وہ اور وہ خود کو اس وقت بہت خوش قسمت تصور کر رہے تھے کہ وہ ان کی شریک زندگی ہے ان کے دکھ سکھ کی ساتھی ہے۔

نیہا کمرے میں داخل ہوئی تو دروازے کی آہٹ سن کر حسان کی نظریں اس جانب اٹھ گئیں انہوں نے دیکھا اس کے چہرے سے دکھ اور دکھ کے آثار نمایاں ہو رہے تھے، وہ جانتے تھے کہ جب انہیں چچی جان کی بات کا دکھ پہنچا ہے تو نیہا تو پھر ان کی بیٹی ہے اور ایک حساس اور محبت بھرا دل رکھنے والی لڑکی ہے اسے تو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہوگا اپنی ماں کی باتوں سے۔

"نیہا ادھر آؤ میرے پاس۔" حسان نے بہت محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ تھکے تھکے قدموں سے چلتی ان کے بیڈ کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی، اس کی حالت دیکھ کر حسان کا دل چاہا کہ اسے اپنے دل میں چھپا لیں۔ وہ ... اپنے پیار سے مالا مال کر سکتی تھی اور وہ تو اسے بے حد چاہتے تھے۔

"بیٹھو۔" حسان نے اپنے پاس بیٹھنے کے لیے کہا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے اتنی افسردہ کیوں ہو؟" حسان نے اس کی تھوڑی پکڑ کر بہت پیار سے پوچھا تو وہ رونے کو ہو گئی ان کے سینے میں سر چھپا دیا جیسے کہہ رہی ہو کہ "کچھ نہیں کوئی بات نہیں ہے۔"

"مجھے نہیں بتاؤ گی۔" انہوں نے بہت پیار سے پوچھا تو وہ ان کے سینے سے سر لگا کر سسک اٹھی۔

"نیہا کیا ہوا جان کیا تھک گئی ہو۔" وہ جانتے تھے اس کے رونے کا سبب لیکن اس کی زبان سے سننا چاہتے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ وہ نہیں بتائے گی اصل بات وہ ان سے دکھ کی ہر بات چھپاتی جو رہی تھی اب تک اس نے انہیں اب بھی الجھن تھا کہ وہ اب نہیں بتائے گی وہ انہیں دکھی نہیں کر سکتی تھی۔

"کچھ نہیں تو حسان آپ پلیز جلدی سے تندرست ہو جائیں، مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"کس سے؟" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

"امی سے ان کی خود غرضی سے۔" اور حسان اس بات سے اس کا مطلب فوراً سمجھ گئے تھے۔

"کس نے تم سے کچھ کہا ہے کیا؟"

"تھوڑی دیر پہلے امی کا فون آیا تھا۔"

"تو انہوں نے ایسا کیا کہہ دیا جو تم اتنی رنجیدہ ہو رہی ہو جان؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے بھیگی آواز میں کہا وہ اسی پیار بھرے لہجے میں بولے۔

"مجھے نہیں بتاؤ گی۔"

"نہیں۔" وہ بولی۔

"کیوں؟" حسان نے اس کا چہرہ ہاتھ سے نرمی سے اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو دکھ ہو گا۔"

"تمہیں دکھ پہنچا ہے۔"

"ہوں۔" اس نے نظریں جھکا کر کہا تو وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے نرمی سے بولے۔

"نیہا میاں بیوی دکھ درد کے ساتھی بھی ہوتے ہیں صرف خوشی اور سکھ کے نہیں میری جان اب تم مجھ سے کوئی دکھ نہیں چھپاؤ گی۔"

"آپ سے میری زندگی میں کوئی دکھ آئے کیوں؟ کیوں حسان؟" اس نے بہت بے یقینی سے کہا۔

"ہاں اب کوئی دکھ ہماری زندگی میں کیوں آئے گا بھلا؟" وہ محبت سے اس کی پیشانی چوم کر بولے۔

"نیہا مجھے تو اب احساس ہوا ہے کہ زندگی کیا ہے، میں نے زندگی کا یہ رنگ یہ احساس تو تم سے لیا ہے میں نے تو اپنی زندگی میں صرف ماں باپ کی محبت دیکھی تھی ماں کے بعد تم واحد ہستی ہو میری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہو جس نے مجھے اپنی محبت میں جذب کر لیا ہے، نیہا جان میں زندہ رہنا چاہتا ہوں تمہارے لیے تمہاری محبتوں کے لیے، تمہارا پیار مجھے مرنے نہیں دے گا، مجھے اب احساس ہوا ہے کہ لوگ زندگی سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں میری زندگی تم ہو نیہا زندگی تمہاری محبت اور چاہت ہے جب تک تمہاری محبت سلامت ہے تب تک میں کیسے مر سکتا ہوں۔"

"یہی ہے نا زندہ دلی کی بات اور میرے اچھے سے شوہر ہونے کا ثبوت دیا ہے، آپ دیکھیے گا کہ آپ بہت سارا جئیں گے اس لیے کہ نیہا کا پیار بھی کم نہیں ہو گا۔" وہ خوش ہو کر ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر پیار سے فخر سے بولی تو انہیں اس کے اس دلنشین انداز پر ہنسی آ گئی۔

اس کا یہ انداز زندگی ہی تو تھا ان کے لیے۔

"مجھے یقین ہے اور یہ گھر کیا کرتی پھر رہی ہو جانتی ہو میں سارا دن گھر میں اکیلا بور ہوتا رہا ہوں تم صبح کو نیچے یہاں سے گئی تھیں اور اب نماز عشاء کے بعد آئی ہو۔" وہ بہت پیار سے شکوہ کر رہے تھے انہیں اس کی دوری گوارا نہ تھی یہ بات نیہا کے لیے بہت خوش کن تھی۔

"سوری وہ میں نے گھر میں قرآن شریف اور درود پاک کی محفل کا اہتمام کیا تھا محلے کی عورتیں اور لڑکیاں بھی آئی تھیں بہت ساری دعا بھی کی اس لیے وہیں مصروف رہی آپ سے اس اہتمام کی بابت اس لیے نہیں کہا کہ اس کے حبیب کی ثنا اور ذکر کے لیے تو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے تو صرف دل کی اجازت درکار ہوتی ہے۔" اس نے نرمی سے بتایا۔

"نیہا تمہارے خیالات اتنے پاکیزہ ہیں نیہا تم تو خدا کی خاص رحمت ہو میرے لیے۔"

"نیہا جان تو اس قدر نیک نہیں ہیں وہ میں نے تو انہیں کبھی نماز پڑھتے ہوئے بھی نہیں دیکھا لیکن تم پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتی ہو یہ نیکی کہاں سے تم نے سیکھی ہو؟"

"اس لیے کہ میں نے نانی ماں کے ساتھ زیادہ عرصہ رہی ہوں نا۔" اس نے سنجیدگی سے بتایا۔

"امی مذہب کے معاملے میں خاصی ماڈرن ہیں، کبھی تو پانچ وقت کی نماز پڑھیں گی اور کبھی مہینوں کوئی نماز نہیں پڑھتیں اور وہ تو روزے بھی نہیں رکھتی تھیں، بس گھر میں صرف میں اور ڈیڈی رکھتے تھے، نانی ماں کی خوب کلاس لیتی تھیں۔ دراصل امی اور ڈیڈی کے ساتھ سٹور پر کام کرتی تھیں، کچھ عرصہ انہوں نے وہاں ایک سکول میں جاب کی وہ بھی جاب پر جاتے ہوئے مجھے نانی ماں کے پاس چھوڑ جاتی تھیں، نانی ماں نے ہی مجھے نماز اور قرآن پڑھنا سکھایا، کوکنگ سکھائی، دنیاوی خواہشات پر قابو پانا اور دوسروں کے کام آنا سکھایا، مجھے نانی ماں سے امی سے بھی زیادہ پیار ہے، نانی ماں بہت اچھی بہت مخلص خاتون ہیں امی پتا نہیں کس پر چلی گئیں۔"

"تمہیں پتا ہے ایسے نہیں کہتے امی ہیں تمہاری۔" حسان نے مسکراتے ہوئے پیار سے سمجھایا۔

"امی ہیں جبھی تو کہہ رہی ہوں اور حسان ایک بات کہوں۔"

"کہو۔" وہ اس کے خوبصورت چہرے کو محبت سے دیکھ رہے تھے اس کے لمس میں مہک رہے تھے۔

"اگر آپ کو بھی ان کی کسی بات سے کوئی دکھ پہنچے نا تو پلیز درگزر کر دیجئے گا، میری خاطر حسان۔" اس نے بہت لجاجت سے کہا تو انہیں اس پر ٹوٹ کر پیار آیا وہ سمجھ گئے تھے وہ کس خیال سے یہ بات کہہ رہی ہے۔

"میں نے درگزر کر دی ان کی بات تمہاری خاطر نیہا۔"

"سچ۔" وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر حسب عادت بے ساختہ بول اٹھی۔

"سچ۔" حسان بھی اس کے اس انداز سے خاصے محظوظ ہوتے تھے مسکرا کر بولے تو وہ ہنس پڑی۔

"تھینک یو حسان آپ بہت اچھے ہیں، میں آپ کے لیے اچھی ہی دعا کرتی ہوں۔"

"کیا دعا ہی کافی ہوتی ہے؟" وہ اس کے خوشی سے دمکتے چہرے کو حیرت اور محبت سے دیکھتے ہوئے بولے تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوتی ہے اگر دل سے نکالی جائے تو۔"

"تو چلو تم مجھے دل سے کافی بنا کر پلاؤ۔"
"ابھی لائی۔" وہ اٹھ کر جانے لگی تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
"اور کافی کے ساتھ آپ کا پسندیدہ فروٹ کیک بھی۔" وہ انہیں دیکھ کر بولی۔
"نہیں کافی اور کیک سے پہلے مجھے کھانا کھلاؤ بہت بھوک لگ رہی ہے۔"
"کیا؟" وہ حیران ہو کر ان کی صورت کو دیکھتے ہوئے بولی۔
"حسان آپ نے کھانا نہیں کھایا میں نے تو بھجوایا تھا۔"
"ہاں لیکن میں تمہارے بغیر کیسے کھا لیتا کھانا جبکہ تم گھر میں ہی موجود تھیں، کیا تم نے کھانا کھایا؟" وہ اس کے چہرے کو پیار سے دیکھتے ہوئے بولے۔
"نہیں تو۔" اس نے جواب دیا۔
"تو چلو پہلے کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد کافی اور کیک وہ بھی تمہارے ہاتھ سے بنا۔"
"میں ابھی لے کر آتی ہوں ویسے آپ کو کھانا کھا لینا چاہیے تھا۔"
"تم میرے لئے اتنا کچھ کرتی ہو اور میں کیا تمہارے لئے ایک وقت کا کھانا لیٹ نہیں کر سکتا۔"
"ٹھیک ہے حسان میں کھانا لاتی ہوں۔" وہ ان کا ہاتھ بے اختیار اپنے ہونٹوں سے لگا کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی، حسان نے اس کے لبوں کی نرماہٹ کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اس کی معصوم محبت پر سرشار ہو کر خوشدلی سے ہنس دیئے۔

نیہا کو حسان کی بیماری نے شک میں ڈال دیا تھا اس نے ڈاکٹر امجد کو اپنا مشاہدہ بتایا تو وہ حیران ہوئے، اس نے اگلے دن صبح دس بجے کا ٹائم ان سے لیا اور حسان کا مکمل طبی معائنہ کروانا چاہتی تھی۔
"حسان آپ کو مارننگ واک کی عادت کب سے ہے؟" وہ رات کے کھانے کے بعد ان کے ساتھ لان میں چہل قدمی کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔
"بچپن سے ہے، ابو کے ساتھ روزانہ واک پر جاتا تھا اور یہ عادت اس حادثے سے پہلے تک برقرار تھی۔" وہ آسمان کو دیکھتے ہوئے گہرا سانس فضا میں خارج کرتے ہوئے بولے۔
"آپ کو کبھی ایسے محسوس ہوا ہو کہ کھانے پانی پینے اور سانس لینے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟" وہ اپنے اندازوں کو یقین کی مہر لگانا چاہتی تھی۔
"کبھی نہیں، میں تو اس حادثے سے پہلے کبھی بیمار بھی نہیں ہوا تھا۔" وہ بہت آزردگی سے بولے۔
"نہیں حسان۔" نیہا نے ان کے بازو کو تھام کر محبت سے کہا۔
"میرا دل کہتا ہے آپ تندرست ہیں آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے، اللہ اپنے بندوں کو ان کی برداشت سے زیادہ نہیں آزماتا، نہ ہی انہیں اتنی تکلیف دیتا ہے کہ وہ سہہ نہ سکیں، مجھے یقین ہے کہ جتنے دکھ آپ کو ملے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ سکھ آپ کو آنے والے کل میں دیں گے، آپ ان شاء اللہ بہت جلد زندگی کی تمام مسرتوں سے لطف اٹھائیں گے۔"
"ان شاء اللہ اگر تم اسی طرح میری مسیحائی کرتی رہیں تو میں پہلے جیسا ہو سکتا ہوں۔"
وہ بھی امید بھرے لہجے میں بولے۔
"اب اندر چلیں کافی خنکی ہو گئی ہے۔" نیہا نے کہا۔
"چلو۔" وہ دونوں اندر اپنے بیڈ روم میں آ گئے، حسان واش روم میں چلے گئے، نیہا نجانے کیا سوچتی رہی وہ واپس آئے تو تولیے سے اپنے بازو خشک کر رہے تھے، وضو کر کے آئے تھے وہ۔
"نماز پڑھیں گے آپ۔" نیہا نے پوچھا۔
"ہاں۔" وہ مسکرائے تو اس نے جائے نماز بچھا دی۔
"یہ بتائیں کیا نماز کھڑے ہو کر پڑھیں گے؟" اس نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔
"ہاں کھڑے ہو کر ہی پڑھوں گا اگر تکلیف محسوس ہوئی تو بیٹھ کر پڑھ لوں گا۔" وہ چہرہ خشک کرتے ہوئے اور تولیہ واپس رکھنے کے لئے مڑے تو اس نے کہا۔
"میں آپ کا کمپیوٹر استعمال کر لوں۔"
"ضرور استعمال کرو۔" انہوں نے واپس آ کر پیار سے مسکرا کر کہا۔
"ٹھیک ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی تو ان کا چہکتا پیار بھرا لہجہ اسے سرشار کرنے لگا۔
"اس کی بھی ضرورت نہیں ہے، اپنی چیز کے لئے اپنوں کا شکریہ ادا کرتے۔"
انہوں نے بیٹھتے ہوئے تولیہ اس کے چہرے پہ ڈال دیا تو وہ بے ساختہ خوشی سے کھلکھلا کر ہنس پڑی، حسان نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو وہ بھی تولیہ واش روم میں کھونٹی پر لٹکا کر کمپیوٹر ٹیبل کے سامنے آ بیٹھی اور کمپیوٹر آن کر کے میڈیکل کی بیماریوں سے متعلق ویب سائٹس کھول کر چیک کرنے لگی، حسان کی بیماری سے متعلق ویب سائٹ پر جو ڈیٹا موجود تھا، وہ اس کے مطابق ان کو جو پرہیز کر رہا تھا وہ بہت زیادہ سرور اور پرامید ہو رہی تھی ان کی صحت کے بارے میں اسے یقین تھا کہ حسان کو کینسر نہیں ہو سکتا، اس نے ویب سائٹس پر مختلف ڈاکٹرز کے ای میل ایڈریس اور نمبر بھی دیکھے اور کینسر کی بیماری سے متعلق لندن کے ایک اسپیشلسٹ ڈاکٹر براؤن سے اس نے رابطہ کیا ای میل بھیجی جس کا جواب فوراً ہی موصول ہو گیا، ڈاکٹر براؤن اس وقت اپنے کمپیوٹر پر موجود تھے، انہوں نے اسے اپنا نیٹ ایڈریس بتایا اور چیٹنگ کے لئے کہا تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے نیہا نے فوراً انہیں ان کے نیٹ ایڈریس پر کانٹیکٹ کیا، رسمی سلام دعا کے بعد اس نے حسان کی بیماری کی تفصیل ان کی موجودہ حالت اور اپنے اندازے سب انہیں لکھ بھیجے، تو جواب میں جو ڈاکٹر براؤن نے بہت دلچسپ بات لکھی۔
"مجھے لگتا ہے کہ آپ ڈاکٹر ہیں اور اگر آپ ڈاکٹر نہیں ہیں تو آپ کے شوہر کی ڈاکٹر ضرور ہیں جس طرح آپ نے اپنے شوہر کی بیماری کا تجزیہ کیا ہے اس سے لگتا ہے کہ آپ انہیں بہت شدت سے چاہتی ہیں، آپ ان کا کمپلیٹ میڈیکل چیک اپ ضرور کرائیں، آپ کا خیال درست خیال ہے آپ کا، پھر ان کی رپورٹس مجھے فیکس کر دیں، میں انہیں دیکھ کر اپنی رائے سے آپ کو آگاہ کر دوں گا۔"
"نیہا کیا کر رہی ہو چندا؟" حسان کی آواز پر وہ چونک گئی اور کرسی میں ہی مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گئی، وہ پورے دو گھنٹے سے کمپیوٹر کے ساتھ مصروف تھی اور اسے وقت کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہو سکا۔
"چیٹنگ کر رہی ہوں۔" نیہا نے ڈاکٹر براؤن کو الوداعی کلمات لکھتے ہوئے بتایا۔
"چندا میں بہت تھک گیا ہوں اکیلے بیٹھے بیٹھے، تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے بھی چیٹنگ کر لو۔" حسان نے بہت تھکے اور کرب آمیز لہجے میں کہا تو نیہا کا دل تڑپ گیا، اس نے فوراً

کچھ جو آف کیا اور ان کے پاس آتے ہوئے بولی۔

''تھوڑی دیر کے لیے کیوں، میں تو اپنی زندگی کی آخری سانس تک آپ کی سے ملاقات کروں گی ان شاء اللہ۔''

''اتنا یقین ہے تمہیں۔'' انہوں نے اسے بہت محبت اور عقیدت سے دیکھا۔

''جی جناب! اس سے بھی زیادہ یقین ہے مجھے۔'' وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی اس کی آنکھوں میں امید اور وعدہ دونوں زندہ ہو جاتے تھے۔

''اور اگر...''

''کوئی اگر نہیں۔'' اس نے فوراً ان کے لبوں پر انگلی رکھ کر کہا۔

''آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے بس آپ مجھ سے خدمت کروانے کے بہانے ہیں۔''

''پگلی۔'' وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور بیا کے ہنسنے تو ساری کائنات ہی مسکرا دی تھی۔

''یہ بتاؤ یہ تم اتنی دیر سے کیا کر رہی تھیں؟''

''آپ کی بیماری کے متعلق معلومات اکٹھی کر رہی تھی میرے خیال کے مطابق آپ میں اس مرض کی کوئی علامت موجود نہیں ہے۔ لندن کے ڈاکٹر [illegible] سے میں نے ابھی آپ کی بیماری کے سلسلے میں بات کی ہے وہ بھی [illegible] میرے ساتھ ہیں اور ڈاکٹر کی رائے پر، بیٹا وہ تو مجھے ڈاکٹر کہتے تھے۔''

''ہاں تو میری ڈاکٹر تو تم ہی ہو ڈاکٹرز سے زیادہ احتیاط کرتی ہو میرے مرض سے متعلق ہر وقت مجھے ہی تو دیکھتے اور محسوس کرنے میں لگی رہتی ہو کبھی اپنی فکر بھی کر لیا کرو۔'' وہ دو جہاں کی محبتیں آنکھوں میں سمیٹے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے بولے۔

''میں اپنی ہی فکر کر رہی ہوں۔'' اس نے معنی خیز جواب دیا تو انہوں نے محبت سے اس کے گلاب رخ پر اپنے ہونٹوں کے گلاب کھلا دیے بیا کے دل میں شادیانے بجنے لگے۔ [illegible]

''حسان کل آپ کو ہوسپٹل چلنا ہے۔ میں آپ کا کمپلیٹ میڈیکل چیک اپ کروانا چاہتی ہوں۔'' بہت دیر بعد وہ کچھ کہنے کے قابل ہوئی تو نظریں جھکائے ہی کہا۔

''اب کیا ضرورت ہے اس کی؟''

''ضرورت ہے حسان۔'' اس نے نظریں اٹھا کر ان کا چہرہ دیکھا۔

''اور وہ ڈاکٹرز کی رپورٹ...''

''بیٹا بیماری ہے ڈاکٹرز نے [illegible] ڈاکٹرز تو کبھی کبھی [illegible] صحت مند آدمی کو بیمار کہہ کر بیمار کر دیتے ہیں [illegible] مجھے یقین ہے کہ یہ آپ کی رپورٹس میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ بس آپ کو کل ہوسپٹل چلنا ہے میرے ساتھ ڈاکٹر امجد سے دوبارہ چیک کرانا ہے۔''

''ڈاکٹر امجد بہت ماہر اور مصروف ڈاکٹر ہیں ان سے پہلے سے ٹائم لینا پڑتا ہے ایسے کیسے ہم [illegible] ان کے پاس جا سکتے ہیں۔'' حسان نے سنجیدگی سے کہا۔

''میں نے کل صبح دس بجے کا ان سے ٹائم لے لیا ہے۔''

''بیا اگر رپورٹس پہلے جیسی ہوئی تو تمہیں

[illegible] لوگوں کی رحم اور ترس کھاتی نظریں نہیں دیکھنا چاہتا میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں گا۔'' وہ ایک دم سنجیدہ ہو کر بولے۔

''آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں؟ [illegible] میں آپ کے ساتھ [illegible] آپ میرا دل بہلانے کو [illegible] چلے جاتے ہیں اور پھر اپنی ہی [illegible] ٹھیک ہے [illegible] میرے ساتھ [illegible] چلی جاتی ہوں [illegible]'' وہ اپنے لہجے میں بولی تو وہ بے چین ہو گئے [illegible] کرنا چاہتے تھے۔

''بیا [illegible] سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''سمجھتی ہوں میں۔'' اس نے [illegible]

''آپ میری باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں [illegible] ٹھیک ہی ہے آپ مجھے [illegible] میری بات کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے آپ کی نظر میں [illegible] میں ہی بیوقوف ہوں [illegible] جب ایک انسان خود ہی زندہ رہنا نہیں چاہتا تو کوئی اسے زندگی کی طرف کیسے واپس لا سکتا ہے [illegible]''

''[illegible] تمہارے پیار کی [illegible] ہی کافی ہے۔'' اس کی باتوں پر وہ بے زار ہو کر بولے۔

''مجھے بھی تو اس آکسیجن کی ضرورت ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ بیا اس آکسیجن کے نہ ملنے [illegible] جائے۔'' وہ [illegible] آواز میں بولی۔

''اللہ نہ کرے یہاں آؤ میرے پاس۔'' انہوں نے [illegible] اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولے۔

''نہیں آؤں گی۔'' اس نے رخ پھیر لیا۔

''بیا آؤ نا میرے پاس بیٹھو۔'' وہ پیار سے بولے۔

''نہیں آؤں گی، میں نماز پڑھنے جا رہی ہوں۔'' وہ تیزی سے بولی اور واش روم کی جانب قدم بڑھا دیے۔

''بیا جان کو [illegible] کر کے اللہ میاں کو راضی کرنے جا رہی ہو۔'' حسان نے نرم لہجے میں کہا تو وہ تیزی سے الٹے قدموں مڑی اور ان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

''اس لیے کہ اللہ میاں تو فوراً راضی ہو جاتے ہیں ایک آنسو پر ایک پکار پر [illegible] کوئی اپنے [illegible] آپ بھی [illegible] نہیں ہو۔''

''بیا میں ایسا تو نہیں ہوں جان۔'' حسان نے تڑپ کر [illegible] لہجے میں کہا۔

''معلوم ہے مجھے۔'' وہ ان کے لہجے کی نمی محسوس کر کے بے قرار ہو کر بولی۔

''لیکن آپ کو بھی یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتے کیونکہ مجھے منانا نہیں آتا، صرف ماننا اور منوانا آتا ہے اور آپ کو میری بات ماننا ہو گی۔''

''بہت ضدی ہو تم۔'' وہ مسکرا دیے۔

''جی نہیں بہت اچھی ہوں میں۔'' اس نے تصحیح کی۔

''وہ تو تم ہو، اچھا یہاں تو آؤ میرے پاس۔'' انہوں نے اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے پیار سے کہا۔

''نہیں آتی تو وہ میرے پاس آتے نہیں ہیں، مجھے ہی اپنے پاس بلاتے رہتے ہیں، نہیں آؤں گی میں آپ کے پاس۔'' وہ اپنی ساری [illegible] اور معصومیت میں لہجے میں [illegible] تیز بات

کہہ گئی تھی جس کا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا لیکن حسان اس کی بات سے اندر تک سے شرمندہ اور بے کل و بے تاب ہو گئے تھے۔ وہ وضو کے لئے واش روم میں جا چکی تھی اور وہ بیڈ پر لیٹے ابھی تک نادم ہو رہے تھے۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔ میں نے کیا دیا ہے اسے، وہ اس معصوم اور کم عمر لڑکی سے شادی کر کے نظر ہی کیا ہے اس پر، اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو مجھے کب کا چھوڑ کے جا چکی ہوتی میں نے تو اسے اس کا حق بھی نہیں دیا، وہ دو مہینے ہو گئے ہیں کراچی یہاں کے ساتھ میرے ساتھ رہ رہی ہے اور میں بیس برس کا بالغ اور باشعور شخص ہو کر اتنی کم عقلی کا مظاہرہ کر رہا ہوں اس کے بھی تو بہت حقوق ہیں مجھ پر جب میں اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا تو مجھے اس کی محبتوں اور خدمتوں سے فیض یاب ہونے کا کیا حق پہنچتا ہے؟ کتنا برا کیا ہے میں نے اسے اس نے کیا نہیں کیا میرے لئے اور کیا نہیں کر رہی وہ اب میرے لئے، وہ میری خاطر سب کچھ بھولے ہوئے ہے اور میں اسے اس کا حق بھی نہیں دے رہا۔ خدمت تو وہ شادی سے پہلے بھی میری بہت کرتی تھی اور اب تو بہت زیادہ میری خدمت کرتی ہے۔ میں نے اس شادی کو اپنی طرف سے محض کاغذی شادی بنا کے رکھ دیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، کم از کم اب تو ایسا نہیں کرنا چاہیے، جہاں وہ اپنوں سے دور میری خاطر رہ رہی ہے اور اگر اسے میری محبت بھی نہ ملی تو کیا گزرے گی اس کے دل پر؟ نہیں حسان احمد اب نہیں، بہت ہو گیا اب اپنے سے دور نہیں کروں گا زندگی جتنی بھی ہے اب صرف اس کی ہے۔'' حسان نے دل میں کہا اور جب وہ نماز ادا کر کے آئی، تو کچھ نادم سی تھی انہیں اب تک جاگتا دیکھ کر حیرت سے پشیمان ہونے لگی کہ شاید وہ اس کے رونے سے ہرٹ ہوئے ہیں۔

''حسان آئی ایم سوری مجھے آپ سے اس لہجے میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔'' اس نے پلٹ کر ان سے نادم لہجے میں اپنی سونے کی جگہ پر بیٹھ کر مدھم اور نادم لہجے میں کہا۔

''نیہا۔'' وہ اس کے معذرت کرنے پر مزید شرمندہ ہو گئے اور بے کل سے اٹھ بیٹھے۔

''یہ تو تمہارا حق ہے نیہا اور مجھے تو یہ ہے کہا تھا اور معافی تو مجھے تم سے مانگنی چاہیے۔ آئی ایم سوری نیہا میں نے تمہیں بہت ہرٹ کیا ہے۔''

''چلیں چھوڑیں سو گیا اب پریشان مت ہوں رات کے بارہ بج رہے ہیں آج سونا نہیں ہے کیا؟'' اس نے بھی اپنی معذرت پر مسرور ہو کر پیار سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔'' وہ شرارت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولے۔

''کیوں؟'' وہ ان کے اس بدلے ہوئے انداز پر ہونق ہو کر ان سے پوچھ گئی۔

''آج تمہاری شکایت دور کرنے کا موڈ ہے میرا۔'' ان کا لہجہ مسرور شریر تھا وہ شرما گئی تھی۔

''ہم... میں نے تو آپ سے کوئی شکایت نہیں کی۔'' وہ ان کے قرب کی حرارت میں سمٹتے ہوئے بولی۔

''نہیں محبت تو کی ہے نا مجھ سے اور محبت کا اس رشتے کا تقاضا یہ ہے کہ میں تمہیں تمہارا حق دوں۔'' وہ اس کے چہرے کو نرمی سے چھوتے ہوئے بولے۔

''آج سے ہر شب میری زندگی کی ہر صبح، ساری شامیں، ساری راتیں تمہاری نیہا میری محبتیں اور وفا میں صرف تمہاری

لئے ہیں نیہا اب میں تمہیں خود سے کبھی دور نہیں کروں گا، تم مجھے ہمیشہ اپنے پاس اپنے قریب بہت قریب پاؤ گی۔''

''سچ۔'' مارے خوشی، گھبراہٹ اور حیرت کے یہی لفظ اس کی زبان سے پھسلا۔

حسان کی محبتوں اور قربتوں کے بیچ اس کی زندگی کے رشتے کے نئے اسرار کھولتے چلے گئے، یہ صبح اس کے لئے بے حد حسین تھی کیونکہ اس کی شب بہت رنگین تھی، اس کی اٹھارویں سالگرہ تھی، اسے ہمیشہ کی طرح یاد تھی اپنی سالگرہ اور صبح صبح ہی دوستی سے اس کے بھائی جبران کا فون آگیا، اس نے اسے سالگرہ کی مبارک باد دی اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنائی کہ اس کا رزلٹ آ گیا ہے اور وہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اے گریڈ میں کامیاب ہوئی ہے، یہ خوشخبری اس کے لئے بہت جان فزا تھی، وہ ایک ساتھ اتنی خوشیاں ملنے پر اللہ کے حضور سجدہ شکر بجا لائی، ناشتے کے دوران وہ اپنی سالگرہ کا کیک بھی رکھ کر لے آئی، حسان کی نظر کیک پر پڑی تو مسکراتے ہوئے پوچھنے لگے۔

''یہ کس کی سالگرہ کا کیک ہے؟''

''میری سالگرہ کا کیک ہے یہ۔ آپ کو مجھ سے ملا ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے کھلکھلائی تو وہ ہنس پڑے۔

''ہیپی برتھ ڈے سویٹ ہارٹ، تو آج ماشاء اللہ تم اٹھارہ کی ہو گئیں جیتی رہو خوش رہو۔'' وہ بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر آ بیٹھے اور دل سے خلوص سے مبارک باد دی۔

''شکریہ۔'' وہ خوشی سے مسکرا دی، حسان نے دیکھا کہ رت جگے کی محبتوں نے اسے اور بھی حسین نکھار دیا تھا، لبوں پر شرمیلی شرمیلی مسکان بکھرے گلاب کھل رہے تھے، ریشمی پلکیں بار بار اٹھتی جھکتی انہیں بے خود کر رہی تھیں، انہیں

سبز رنگ کے نہایت حسین کامدار شلوار قمیص اور دوپٹے میں ملبوس ہلکے سے میک اپ میں وہ بہت سرور بہت دلنشین لگ رہی تھی، اس شب اور شب کی سحر نے انہیں اس کے حسن و جمال کو قریب سے دیکھنے پر احساس دلایا تھا کہ وہ اس سے کتنی حسین اور دلکش ہے، جس فاصلے سے وہ اسے اب تک دیکھتے آئے تھے۔

''تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا کہ تمہاری سالگرہ ہے؟'' انہوں نے بمشکل خود کو اس کے سحر انگیز معصوم حسن سے آزاد کرانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

''میں کیا بتاتی، آپ کو خود یاد ہونا چاہیے تھا۔'' اس نے پیار اور مان بھرے لہجے میں کہا۔

''سوری، آئندہ یاد رکھوں گا۔'' انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر پیار سے کہا۔

''وعدہ۔'' اس نے اپنا دایاں ہاتھ آگے پھیلا دیا۔

''وعدہ۔'' حسان نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اسے لگا جیسے انہوں نے اس کے دل پر ہاتھ رکھ دیا ہو وہ آئندہ کا لفظ ان کی زبان سے سن کر بہت خوش ہو رہی تھی کیا حسان کو زندگی کی امید تھی انہیں بھی یقین ہو چلا تھا کہ وہ زندہ رہیں گے بہت سارے برسوں تک زندہ رہیں گے۔

''میری سالگرہ کا تحفہ۔'' اس نے بہت پیار سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس وقت تو میں یہی تحفہ دے سکتا ہوں۔'' انہوں نے بہت محبت سے اپنے ہونٹوں کے گلاب اس کے گورے رخسار پر ثبت کر دیے۔ حسان کے دل میں چھپے خوابیدہ کو جگانے لگی۔

''کیک کاٹو نیہا ڈیئر۔'' انہوں نے اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا تو اس نے شرمیلے

ہنسی سے مسکراتے ہوئے کیک کاٹا۔ حسان نے اسے دوبارہ وش کیا۔ اس نے پہلے انہیں کیک کھلایا اور پھر حسان نے اسے اپنے ہاتھ سے کیک کھلایا۔ یہ لمحے نیہا کے لئے بہت قیمتی اور خوشگوار تھے۔

"جلدی سے ناشتہ کر کے تیار ہو جائیں ہوسپٹل جانا ہے، چیک اپ کے لئے۔" نیہا نے کہا۔

"اچھا بابا تم اپنی بات منوا کر ہی دم لیتی ہو۔" وہ ہنستے ہوئے بولے اور وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ اپنی گاڑی میں ہسپتال پہنچے، ڈاکٹر احمد اور ڈاکٹر تنویر نے ان کا چیک اپ کیا اور پھر سے ٹیسٹ لکھے۔ الٹرا ساؤنڈ، بلڈ اور یورین ٹیسٹ، سر سے پاؤں تک حسان کو ٹیسٹوں نے نڈھال کر ڈالا تھا، نیہا نے دیکھا ان کے چہرے پر تھکن در آئی تھی۔ رپورٹس آنے میں [illegible] اس لئے ابھی تین چار دن تک رزلٹ کا انتظار کرنا تھا اور یہ انتظار حسان کے لئے [illegible] تھا یہ نیہا کو بھی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ گھر آ کر تھکے تھکے سے انداز میں بیڈ پر گر گئے۔

"تھک گئے آپ۔" نیہا نے ان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"ہاں لیکن تمہارا پیار بھرا ہاتھ ہے میرے ماتھے پر تمہارا لمس بھی کسی شفا بخش ٹانک سے کم نہیں ہے میرے لئے۔" انہوں نے ان کا ہاتھ تھام کر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ کو کسی اور ٹانک کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہے نا۔" وہ خوشی سے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔" وہ محبت سے بولے۔

......

"نیہا میں نے وکیل صاحب کو بلوایا ہے، وہ آ جائیں تو انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر مجھے بتا دینا۔" صبح ناشتے کے بعد انہوں نے اس سے کہا تو وہ سر ہلا کر بولی۔

"اچھا... حسان وہ..."

"ہاں کہو نا۔" انہوں نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا تو وہ مدھم آواز میں بولی۔

"مجھے کچھ ضروری چیزیں خریدنی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ڈرائیور اور ملازمہ کے ساتھ مارکیٹ چلی جاؤں۔"

"ضرور جاؤ اور خوب ساری شاپنگ کرو۔" وہ اسے کہہ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔

"اچھی ساری شاپنگ تو میں آپ کے ساتھ جا کر کروں گی ابھی تو بس تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے اور اس کے لئے مجھے تھوڑے پیسے بھی چاہئیں، آپ کے والٹ سے لوں۔" وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

"لے لو تھوڑے سے کیوں زیادہ سارے لے کر جاؤ اور کچھ پرواہ مت کرو۔" انہوں نے سائیڈ ٹیبل پر سے اپنا والٹ اٹھایا اور اس میں رکھے ہزار ہزار اور پانچ سو کے نوٹوں میں سے کئی نوٹ اٹھا کر والٹ میں رکھ دیے اور والٹ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"تمہیں جب اور جتنی بھی رقم کی ضرورت ہو یہاں سے لے لیا کرو، وارڈروب کی دراز میں بھی میں رقم رکھ دیتا ہوں بے شک وہاں سے لے لیا کرو۔"

"ٹھیک ہے حسان۔" اس نے تشکر سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی شکریہ ادا کر دیا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تو وہ ہنس دی، وہ تقریباً دو گھنٹے بعد مارکیٹ سے شاپنگ کر کے واپس لوٹی تو حسان کے وکیل

[illegible] امور کے معاملات کے لیگل ایڈوائزر [illegible] وکیل صاحب کو ڈرائنگ روم میں بیٹھے [illegible] کی وہیں موجود تھے اس نے پردے [illegible] سے دیکھا وہ [illegible] شلوار قمیص میں اسٹائلش [illegible] بہت شائستگی سے صوفے پر [illegible] تھے انہیں [illegible] کوئی [illegible] وہ شاپنگ بیگ کمرے میں رکھ [illegible] اسے حسان کا پیغام ملا انہوں نے اسے [illegible] وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو شفیق [illegible] بزرگ ہونے کے باوجود اسے [illegible] کھڑے ہو گئے۔

"السلام علیکم انکل پلیز تشریف رکھیے نا۔" [illegible] مہذب انداز میں کہا۔

[illegible] نیہا بی بی، آئیے آپ ہی کا انتظار [illegible]" وہ دوبارہ بیٹھتے ہوئے بولے۔

[illegible]" نیہا نے پہلے حسان کو اور پھر [illegible]

[illegible] ہاں آپ پلیز تشریف تو رکھیے۔" [illegible] نے کہا تو وہ حسان کے برابر میں بیٹھ [illegible] انکل خاموش بیٹھے تھے، وکیل کی آمد کا مقصد تو نیہا کی سمجھ میں آ رہا تھا۔

[illegible] نیہا بیٹی یہ حسان میاں کی پراپرٹی گھر [illegible] فارم اور زمین کے کاغذات ہیں، یہ [illegible] حسان میاں نے آپ کے نام منتقل [illegible] اس پراپرٹی کا 75% فیصد آپ کے نام [illegible] فیصد فلاحی اداروں کے نام ہے۔

[illegible] تفصیل بتائی تو اس نے دکھ سے [illegible] چہرے کو دیکھا وہ نظریں چرا گئے۔ [illegible] تھا کہ وہ اپنی زندگی کے بچے دن ان کے [illegible] دستخط نہیں کرے گی، اس لئے انہوں [illegible] وکیل صاحب کے سامنے ہی بلوایا تھا [illegible] انکار نہ کر سکے اور دستخط کر دے، نیہا کو انہیں زندگی کی جانب لانے کی اپنی کوشش ایک بار پھر رائیگاں جاتی محسوس ہوئی، اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔

"انہوں نے اپنی وصیت بھی لکھوائی ہو گی۔" نیہا نے کہا۔

"جی ہاں یہ ان کی وصیت ہے آپ پڑھ لیجئے اور پھر ان پیپرز پر اپنے دستخط کر دیجئے۔" شفیق زیدی نے اسے حسان کا وصیت نامہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"انکل کیا ان پیپرز پر ابھی دستخط کرنا ضروری ہیں؟" نیہا نے پوچھا۔

"مجھے تو کوئی جلدی نہیں ہے یہ تو حسان میاں کی خواہش ہے کہ یہ کام آج ہی مکمل ہو جائے تو بہتر ہے۔" شفیق زیدی نے نرمی سے کہا تو نیہا نے حسان کو شاکی نظروں سے دیکھا وہ لب کاٹتے ہوئے نظریں چرا گئے۔

"انکل آپ یہ پیپرز یہیں چھوڑ جائیں میں تفصیل سے انہیں پڑھنا چاہتی ہوں، دستخط بھی ہوتے رہیں گے۔" نیہا نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو حسان نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"نیہا یہ تم..."

"ٹھیک ہے انکل۔" نیہا نے ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے شفیق زیدی سے کہا۔

"او کے بیٹا میں ان شاء اللہ کل حاضر ہو جاؤں گا، آپ اپنی تسلی کر لیں، اچھا حسان میاں اللہ آپ کو صحت و زندگی دے، مجھے اجازت دیجئے۔" شفیق زیدی نے اپنی ضروری فائل اٹھا کر حسان کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"شکریہ انکل اللہ حافظ۔" حسان نے کھڑے ہو کر ان سے کہا اور وہ چلے گئے تو انہوں نے نیہا کے چہرے کو بغور دیکھا وہ شاید بہت ضبط کی منزلوں سے گزر رہی تھی، ابھی اس کے چہرے

کا گلابی رنگ گہرا ہو گیا تھا، اس کے ہاتھ میں ان کا وصیت نامہ تھا جس کی رو سے ان کی آمدنی کا پچیس فیصد فلاحی اداروں کو جانا تھا باقی سب نیہا کے اکاؤنٹ میں، حسان نے اپنی ساری جائیداد اس کے نام کر دی تھی، بس اس کے دستخط ہونا باقی تھے۔

"یہ تم نے پیپرز پر دستخط کیوں نہیں کیے؟"

"میں نے آفس کے پیپرز پر دستخط کر دیے ہے میرے لیے وہی بہت ہیں۔"

"لیکن نیہا آخر کو تو یہ سب تمہارا ہی ہے نا آج نہیں تو کل یہ سب تمہارے نام ہی ہونا ہے پھر آج کیوں نہیں؟"

"بس۔" نیہا نے ان کا وصیت نامہ ان کے سامنے لہرایا۔

"کیا ہے اس میں؟"

"کیا نہیں ہے اس میں؟" حسان نے بے حد حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہے اس میں میرے لیے تو کچھ بھی نہیں ہے اس میں، کیا نام کیا ہے میرے کیا دیا ہے آپ نے مجھے اپنی سب سے قیمتی پراپرٹی تو آپ نے مجھے دی ہی نہیں، اصل جائیداد تو آپ نے میرے نام کی ہی نہیں ہے آپ مجھے اس پر ٹرخا رہے ہیں، کیا سمجھا ہے آپ نے مجھے۔" وہ بولتے بولتے لرزی ہوئی اس کا لہجہ بھیگنے لگا تھا۔

"کیا ہے تم کیا کہہ رہی ہو اس سب پر حق ہے تمہارا بیوی ہو تم میری۔" حسان شدید دکھ اور حیرت آمیز الجھن میں گھر گئے۔

"بیوی... حق... اچھا تو آپ نے مجھے بیوی ہونے کے ناطے یہ حق دیا ہے اور جو آپ کی سب سے اہم قیمتی اور انمول پراپرٹی ہے وہ آپ نے مجھے کہاں دی ہے، دیکھئے ہے اس میں کہیں اس پراپرٹی کا ذکر، بتائیے نیہا کے لیے آپ کے پیار کی پراپرٹی آپ کی محبت کی جائیداد، چاہت کی دولت سب سے قیمتی اہم ہے وہ کہاں ہے اس میں وہ تو کہیں بھی نہیں اور جب آپ کی اصل پراپرٹی ہی اس [illegible] آپ کی قیمتی جائیداد میرے نام کی ہی نہیں تو یہ سب میرے کس کام کی، نہیں چاہیے مجھے۔" [illegible] سفید کی اور آنسوؤں کی جھلملاہٹ لگے۔ "حسان، اگر آپ کا پیار میرے پاس ہو [illegible] مجھے [illegible] اور [illegible] وصیت [illegible] کے بیٹے پر پھیلا دیا اور اشک [illegible] حیرت کے سمندر میں اکیلی کر رہی ہوئی [illegible] طرف بھاگی۔

"یا اللہ یہ میری کوئی [illegible] صلہ [illegible] انہوں نے بھی انتہا [illegible] مجھے معاف کر [illegible] میں نے تیری محبتوں کی ناقدری اور ناشکری [illegible] رہا ہوں، مجھے معاف کر دے۔" حسان نے بھیگی آنکھوں سے نیہا اور وہ تمام کاغذ اور فائل اٹھا کر اپنے بیڈ روم میں چلے [illegible] بیڈ پر بیٹھی بچوں کی طرح بلک بلک کر رو [illegible] وہ بیڈ کے کنارے پر اس کے قریب بیٹھ [illegible] اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔

"نیہا آئی ایم سوری جان [illegible] سوری تمہارا پیار میری زندگی کا اثاثہ [illegible] حسان کا تو تمہاری [illegible] میں [illegible] نہیں چاہتا [illegible] مجھے [illegible] خبر نہیں ہے [illegible] زندگی کی [illegible] کے [illegible] ڈوب جانے کی [illegible] نے سب اختیار کیا ہے [illegible] کہ تمہیں بعد میں مشکل نہ ہو۔"

"مشکل۔" وہ یکدم روتے روتے [illegible] ہو کر بیٹھ گئی اور ان کے چہرے کو دیکھتے روتے ہوئے بولی۔

"بس مشکل کی بات کر رہے ہیں [illegible]

[illegible] لیے آپ کے بغیر کیا زندگی آسان ہو [illegible]

"نیہا تمہاری محبتیں، عقیدتیں، وفائیں اور [illegible] کے نام ہیں حقیر سا تحفہ ہے میری طرف [illegible] تحفہ سمجھ کر ہی قبول کر لو۔" وہ اسے بانہوں میں [illegible] پیار سے بولے۔

"نیہا کو محبتوں اور چاہتوں کے بدلے میں [illegible] وفاؤں کے بدلے میں صرف آپ کی وفاؤں [illegible] محبتوں کا تحفہ ہی چاہیے اور کچھ نہیں چاہیے نیہا [illegible]" اس نے روتے ہوئے کہا۔

"نیہا میری زندگی یوں لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے دنیا جہاں کا پیار تمہارے اندر سمو کر تمہیں میرے پاس بھیج دیا ہے، میں تو تمہاری [illegible] محبتوں کا حق ادا کر ہی نہیں سکتا [illegible] نہیں کر سکتا، نیہا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"جی۔" اس نے روتے ہوئے کہا۔

وہ بھی اس کی اس دیوانگی اور پیار کی عادت پر ہنس دیے اور اسے اپنے سینے [illegible] میں چھپا لیا۔

رات کو سوتے ہوئے نیہا کی طبیعت میں بے چینی سی در آئی، اس کی آنکھ کھل گئی [illegible] حلق خشک ہونے لگا، اس نے سائیڈ پر رکھا پانی سے بھرا گلاس اٹھایا اور دو تین سانسوں میں گلاس خالی کر کے واپس رکھ دیا اور دوبارہ لیٹ گئی، مگر نیند اور [illegible] کمبل اوڑھا تو اسے گرمی لگنے لگی، اس نے کمبل ایک طرف ہٹا دیا اور پھر سونے کی کوشش کرنے لگی، حسان نے اچانک آنکھ کھلنے [illegible] اسے کمبل کے بغیر لیٹے دیکھا تو ہاتھ بڑھا کر کمبل اس پر بھی پھیلا دیا، مگر چند سیکنڈ بعد ہی نیہا نے کمبل پھر سے ہٹا کر ایک طرف کر دیا۔

"کمال ہے اسے سردی میں گرمی لگ رہی ہے۔" انہوں نے حیران ہو کر دل میں کہا اور پھر سے نیند کی وادی میں چلے گئے، صبح وہ اٹھی تو بہت بوجھل سی تھی سر بھی بھاری بھاری ہو رہا تھا، ناشتہ بھی اس نے برائے نام ہی کیا تھا، حسان دیکھ رہے تھے اس کی یہ حالت مگر سبب نہیں سمجھ پا رہے تھے، جاتے جاتے خود اس سے پوچھ لیا۔

"نیہا کیا بات ہے تم نے ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا، رات تم سوئی بھی ڈھنگ سے نہیں طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔"

"مجھے بھلا کیا ہونا ہے الحمدللہ میں بالکل فٹ ہوں اور ہاں وہ اب یاد آیا مجھے۔"

"کیا یاد آ گیا؟" حسان نے اس کے چہرے پر ہمیشہ سے پہلے والی رونق آتے دیکھ کر [illegible] پوچھا تو وہ خوشی سے بولی۔

"حسان آپ کو پتا ہے میری [illegible] والے دن [illegible] بھابھی کا فون آیا تھا [illegible] انہوں نے مجھے وش کیا تھا اور بتایا تھا کہ میں نے ایف ایس سی اے گریڈ میں پاس کر لیا ہے۔"

"ویری گڈ زبردست بہت بہت مبارک ہو یہ تو اتنی بڑی خوشخبری ہے اور تم اب بتا رہی ہو۔" انہوں نے اسے دل سے مبارک باد دی۔

"مجھے یاد ہی اب آیا ہے پتا نہیں خیال کیوں نہیں رہا۔" اس نے معصومیت سے کہا۔

"خیال اس لیے نہیں آیا کہ تم نے اپنا ہر خیال مجھ سے باندھ رکھا ہے، اپنی طرف سے تو تم بالکل لاپرواہ ہو گئی ہو، نیہا کرو یار اپنا بہت خیال رکھا کرو، گزشتہ دو ماہ تم نے میری وجہ سے بہت پریشانی اور بے آرامی میں گزارے ہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں، اب تم اپنا خیال رکھا کرو، اور مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس شاندار کامیابی پر کیا تحفہ لو گی میرے پیار کے علاوہ؟" انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ شرمیلے پن سے ہنس دی اور پھر بولی۔

"جو آپ کا دل چاہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے میں آج فیکٹری سے آفس

اور مارکیٹ کے لیے نکل رہا ہوں۔"

"حسان مجھے بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہے لیکن دیکھیں زیادہ دیر نہیں لگنی چاہیے گا، ابھی تو نو بجے ہیں آپ ساڑھے نو بجے یا زیادہ سے زیادہ ایک بجے تک گھر واپس آ جایئے گا، ایکدم سے کام کو بیچ میں چھوڑ کر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ خوش ہو کر بولی۔

"او کے مادام، چلیے پھر ہماری تیاری میں مدد کرا دیجیے۔" وہ ہنس کر بولے تو اسے بھی ان کے مادام کہنے پر ہنسی آ گئی اور وہ تیار ہو کر ایکدم کے ساتھ لگے تو اس نے ان کا صدقہ اتارا، رقم زیادہ ہو کر یوں کے کسی ضرورت مند اور مستحق کو پہنچا دے۔

حسان اس کی محبتوں پر رب کا شکر گزار تھے۔ دل میں اس پر نثار ہو رہے تھے۔ فیکٹری جا کر حسان بے حد مصروف ہو گئے۔ فیکٹری اور گرد اور دوسرے لوگوں نے انہیں تقریباً دو دن بعد فیکٹری آنے پر خوش آمدید کہا۔ حسان نے کام کا جائزہ لیا۔ حسان نے گھر فون کر کے نینا کو کچھ دیر سے گھر آنے کا بتا دیا تا کہ وہ پریشان نہ ہو جائے اور جب وہ ظہر کی نماز ادا کر رہی تھی تب وہ گھر آ گئے اسے نماز ادا کرتے دیکھ کر وہیں صوفے پر بیٹھ گئے اور اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

"السلام علیکم!" نینا نے نماز سے فارغ ہو کر انہیں دیکھتے ہی سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، یہاں آؤ نینا میرے پاس آ کر بیٹھو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا۔

"دن کیسا گزرا آج آپ کا؟" وہ ان کے سامنے کارپٹ پہ گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"بہت مصروف، اچھا بھی لیکن تمہارے بغیر بہت عجیب اور اداس بھی لگا۔" انہوں نے نینا کو بتایا، ان کے لہجے کی افسردگی کو محسوس کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"کیوں، طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ اداس کیوں ہو گئے؟"

"کسے نہیں، بس تھکن، کیا وہ جس کی اتنی محبت اور پیار کرنے والی شریک حیات ہو اور اپنی دعاؤں میں اللہ کے سپرد کر کے مطمئن ہو جانے والی ہو اسے کیا ہو سکتا ہے۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں ہے کہ تمہارے کوئی بیماری ہے۔" وہ اس کے رخسار کو چھو کر محبت سے بولے۔

"آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے، اچھا آپ چینج کر لیں میں کھانا لگواتی ہوں۔"

"ایک منٹ۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا اور اپنے کوٹ کی جیب میں سے وہ نکال کر اس کی خوبصورت کلائی میں پہنا دیے۔

"کیسے ہیں؟"

"بہت خوبصورت، اتنا اچھا ہے اور آپ کی پسند ہے۔" اس نے دل سے کہا۔

"اللہ اسے نظر بد سے بچائے۔ میں شکر گزار ہوں تمہیں پسند بھی آ گئے، یہ تو ہو گیا تمہاری رونمائی کا تحفہ اور جناب یہ ہے آپ کا امتحان میں کامیابی کا تحفہ۔" انہوں نے ایک ڈبیا نکال کر کھولی تو اس میں سونے کا بہت ہی نفیس لاکٹ دمک رہا تھا اس میں انگریزی میں حسان کندہ تھا۔ نینا کو بہت ہی خوشی ہو رہی تھی ان کی محبت کے تحائف پا کر۔

"اس لاکٹ کا آرڈر تو میں نے شادی کے دوسرے دن دیا تھا، لیکن یہ تمہاری کامیابی کا تحفہ بن کر آج آیا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بتا رہے تھے۔

"بہت خوبصورت ہے بہت شکریہ حسان۔" وہ دل سے خوش ہو کر بہت تشکر سے بولی۔

"لاؤ میں پہنا دوں۔" انہوں نے لاکٹ ڈبیا سے نکال کر اس کے گلے میں پہنا دیا۔

"لوگ اپنے لاکٹ میں اپنا نام کندہ کرواتے ہیں لیکن حسان نے لاکٹ میں اپنا نام کندہ کروایا ہے۔ تو کیسا لگتا ہے؟"

"بہت اچھا اور یہ نام بھی تو میرا ہے بلکہ" نینا نے ان کے نام کو ہاتھوں میں پکڑ کر دیکھتے ہوئے بہت اشتیاق اور مان بھرے لہجے میں کہا۔

"یقیناً اس میں کیا شک ہے یہ نام اور یہ بندہ آپ ہی کا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔" حسان نے بہت محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے کہا۔

"الحمد للہ۔"

رات کو حسان کی آنکھ کھلی تو نینا اپنی جگہ پر نہیں تھی وہ سمجھے کہ واش روم میں ہو گی مگر دس منٹ گزرنے کے بعد بھی وہ واپس نہ آئی تو وہ پریشان ہو کر بستر سے باہر نکلے واش روم میں جھانکا وہ خالی تھا، وہ کمرے کی لائٹ جلا کر لاؤنج کی جانب نظر ڈالی، دروازے سے باہر نکل آئے اور لاؤنج کے دروازے پر پہنچے تو سامنے ہی بیٹھے دیکھا حیرت سے ساتھ اس کے موجود کو دیکھا وہ اس کے پاس چلے آئے اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"نینا!" وہ چونک کر نظریں جائے نماز سے ہٹا کر انہیں دیکھنے لگی۔

"تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

"اندر جی گھبرا رہا تھا اس لیے یہاں چلی آئی۔" اس نے بہت دھیمے اور کمزور آواز سے کہا۔ حسان فکر مندی سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ گئے۔

"کیا ہوا ہے کیا تم میری میڈیکل رپورٹس سے فکر مند ہو؟"

"نہیں تو آپ کی رپورٹس تو ان شاء اللہ بہتر ہوں گی، اس لیے مجھے ان کی فکر نہیں ہے۔"

"پھر تمہاری حالت میں یہ تبدیلی جیسے ہے یہ اضطراب، یہ بے چینی کیوں ہے، میں دو تین دن سے نوٹ کر رہا ہوں تم ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھا رہی ہیں۔"

"کھانا تو میں نے ابھی کھایا ہے، بھوک لگ رہی تھی مجھے۔" اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"کھانا ہے جب وقت ٹھیک سے نہیں کھاؤ گی تو بے وقت ہی بھوک لگے گی نا۔"

"اچھا آپ تو جا کر سو جائیں میں تھوڑی دیر تک آ جاؤں گی۔" اس نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ آرام سے بولے۔

"ٹھیک ہے پھر میں تھوڑی دیر بعد ہی جاؤں گا تمہارے ساتھ۔"

"آپ میری وجہ سے کیوں اپنی نیند خراب کر رہے ہیں جا کے آرام کریں نا۔"

"تم نے میری وجہ سے کتنی اپنی نیند اور آرام قربان کیا ہے، کیا میں ذرا دیر کے لیے بھی ایسا نہیں کر سکتا۔" ان کی نگاہوں میں اس کے لیے بے پناہ پیار اور تشکر جھلک رہا تھا۔

"ہوں تو آپ بدلہ اتار رہے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"نہیں نینا جان تمہاری قربانیوں کا تو کوئی بدلہ ہو ہی نہیں سکتا، تم نے جو کچھ میرے لیے کیا ہے اس کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا اور میرے پیار کی انتہا ہے تمہاری پروا کرنے سے، تم تو بہت آگے نکل گئی میرے پیار میں، میں تم سے جتنا بھی پیار کروں تمہارے پیار کا حق پھر بھی ادا نہیں کر سکتا۔" انہوں نے بہت محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ شرمیلی ہنسی سے مسکرانے لگی۔

"آپ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں، میں بھی

تو آپ کے لیے ایسا ہی سوچتی ہوں۔"

"یہ تمہارا بڑا پن ہے۔" وہ محبت سے بولے تو اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اف آپ تو مجھے ماؤنٹ ایورسٹ پر پہنچا رہے ہیں، مجھے نیچے ہی رہنے دیں اپنے پاس۔"

"تم ہمیشہ رہو گی میرے پاس۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا تو شرما کر مسکرا دی اور ان کا ہاتھ تھامے ان کی ... گنگناتے ہوئے کمرے میں آ گئی۔

اک تیرے آنے سے
اے جان جہاں، کھل اٹھے ہیں میری بہار جوانی کے کنول
جاگ اٹھی ہے میرے دل کی بہار کلی
رقص کرتی ہے میرے دل میں تیرے پیار میں یوں
جیسے بھنورا کوئی کلی کے لیے گھومتا ہو
جیسے مخمل کا پانی کس حجاب کو چومتا ہو
جیسے خورشید کی کرن نور کا ہالہ بن کر
شب ہجر سنگ ملاتی ہے
چاند سورج بھاتی ہے
یہی تیرا پیار بھی میرے لیے ایسا ہے
جس سے روشن ہے رگ جاں میری
اک تیرے آنے سے
اے جان جہاں مجھ میں اک نئی زیست کا سورج ابھرا
مجھ میں اک نئے پیار کا موسم اترا
خواب اپنا آپ لگے ہے مجھے گھر ابھرا
اک تیرے آنے سے اک تیرے آنے سے

پیار کے مدھر سروں جذبوں کے دلکش اعتراف میں وہ بہت سکون سے آنکھیں موند کر سو گئی۔

"نیہا بی بی آپ کا فون ہے جی۔" ملازمہ نے اسے آ کر بتایا وہ اپنے کپڑے پریس کر رہی تھی، استری کو پلگ نکال کر فون سننے کے لیے ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔

"ہیلو۔"

"السلام علیکم! مسز حسان احمد بات کر رہی ہیں۔" دوسری جانب ڈاکٹر امجد بول رہے تھے۔

"جی وعلیکم السلام آپ کون؟"

"نیہا بی بی میں ڈاکٹر امجد بات کر رہا ہوں کیسی ہیں آپ؟"

"اللہ کا شکر ہے ڈاکٹر صاحب آپ کیسے ہیں؟" نیہا کا دل ان کا نام سنتے ہی بہت تیزی سے دھڑکا تھا، اس کا دھیان حسان کی میڈیکل رپورٹس کی جانب گیا تھا، یقیناً انہوں نے ان رپورٹس کا رزلٹ بتانے کے لیے ہی فون کیا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں اور آپ کے لیے میرے پاس ایک بہت بڑی خوش خبری ہے۔"

"حسان کی رپورٹس کلیئر ہیں نا ڈاکٹر؟" نیہا نے بے تابی سے پر جوش لہجے میں کہا۔

"ارے آپ کو تو پہلے سے معلوم ہے جی ہاں حسان صاحب کی تمام رپورٹس کلیئر ہیں امریکہ، لندن اور جرمنی کے ڈاکٹرز کی رپورٹس آ گئی ہیں، حسان صاحب مکمل طور پر تندرست ہیں اور ان کی پرانی رپورٹ در اصل ڈاکٹرز وارڈ بوائے کی غلطی کی وجہ سے کسی دوسرے مریض کی رپورٹ سے تبدیل ہو گئی تھیں، پھیپھڑوں کا کینسر تھا، بہرحال حسان صاحب کی پرانی رپورٹ بھی مل گئی ہے اور ماشاء اللہ وہ بالکل کلیئر ہے، آپ کو بہت بہت مبارک ہو نیہا جی، آپ کی دعائیں قبول ہو گئیں، آپ کا یقین اللہ کو پسند آیا اور اس نے یہ معجزہ دکھا دیا۔" ڈاکٹر امجد بہت جوش سے اسے تفصیلات بتا رہے تھے اور خوشی کے مارے نیہا کے آنسو بہنے لگے تھے، دل اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کر رہا تھا۔

"شکر ہے پروردگار کا اس نے کرم کیا، آپ کا بھی بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔" اس نے آواز میں کہا تو وہ سنجیدگی سے بولے۔

"یہ میرا فرض تھا، اگر آپ ہمت نہ کرتیں تو یہ کام بے حد مشکل تھا شاید یہ سب حقیقت سامنے نہ آتی، بہرحال ہماری وجہ سے آپ کو اور حسان صاحب کو جس تکلیف سے گزرنا پڑا ہے ہم اس کے لیے شرمندہ ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔"

"ڈاکٹر صاحب آپ نے جو خوش خبری سنائی ہے اس کے بعد ہم اپنی ساری اذیت اور تکلیف بھول گئے، آپ کا بہت شکریہ ڈاکٹر۔" نیہا نے خوشی سے چہکتی آواز میں کہا۔

"آپ کو ایک بار پھر بہت بہت مبارک ہو، حسان صاحب کی رپورٹس لے کر میں خود ہی آپ کے گھر حاضر ہوں گا ان شاء اللہ اور ایک بات نیہا جی آپ مستقبل کی ڈاکٹر تو نہیں بن رہیں۔"

"آپ نے کیوں پوچھا؟"

"آپ کی میڈیکل سے متعلق معلومات اور ... کی وجہ سے، آپ نے تو حسان صاحب کی ... کے نہ ہونے کے بالکل ہی دلائل پیش کیے جو ماشاء اللہ رپورٹس سے بھی ظاہر ہو گئے۔"

"میرا میڈیکل لائن میں آنے کا ارادہ تو ہے ڈاکٹر صاحب، اب دیکھیے حالات کیا رخ لیتے ہیں، میں نے چند روز قبل ایف ایس سی ... میں پاس کیا ہے، ان شاء اللہ میں اپنی تعلیم کو جاری رکھوں گی شاید میڈیکل لائن میں ہی یا پھر ... ہی تک تو ضرور جاؤں گی۔"

"وش یو گڈ لک مسز حسان، او کے اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔" نیہا نے فون بند کر دیا خوشی کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔

"یا اللہ یا مالک یا رؤف یا ودود تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے، شکر ہے اللہ میاں، بہت بہت شکریہ آپ نے میرے حسان کو نئی زندگی بخشی، بہت شکریہ اللہ میاں۔" اس نے خوشی سے روتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور تمام ملازمین کو خوشی اور جوش میں پکارا۔

"کریم، نیاز بابا، رحمت بی بی، ریحاں۔"

"جی نیہا بی بی۔" وہ سب ایک ایک کر کے اس کے پاس دوڑے چلے آئے۔

"آپ کو ایک خوش خبری سناؤں نیاز بابا، حسان تندرست ہیں انہیں کینسر نہیں ہے ان کی رپورٹس بالکل درست ہیں وہ صحت مند ہیں اب۔" اس نے خوشی سے بتایا۔

"یا اللہ تیرا کرم ہے تیرا شکر ہے مولا، اللہ تیرا احسان ہے، مبارک ہو نیہا بی بی بہت بہت مبارک ہو آپ کو اب سب نے ہماری دعا بھی سن لیں۔"

سب نے ایک ساتھ اپنی خوشی کا اظہار کیا تو وہ سب کو جلدی جلدی ہدایات دینے لگی۔

"آپ سب کو مبارک ہو اور نیاز بابا آپ ابھی جائیں اور صدقے کے لیے دو صحت مند کالے بکرے خرید کر لائیں اور قریب آپ مسجد میں کھانا بھجوائیں، رحمت بی بی اور ریحاں آپ اچھا سا اور بہت سا کھانا پکائیں، یتیم خانے میں بھی کھانا بھجوانا ہے، کریم آپ فوراً انتظام کریں اور مسجد میں دعا بھی کروانی ہے۔"

"بہت بہتر مالکن، جو حکم نیہا بی بی، ابھی جاتے ہیں ہم آپ بے فکر ہو جائیں۔" سب نے فوراً حکم کی تعمیل میں اپنا کام شروع کرنے کا رستہ پکڑا اور وہ خوشی سے مسکراتی آنسو بہاتی اپنے کمرے میں آئی، حسان بیڈ پر بیٹھے جانے کن سوچوں میں گم تھے۔

"حسان۔" وہ بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی اور ان کے گلے سے لگ کر رو پڑی۔

"کیا کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو، ملیحہ
بھابھی آئی تھیں؟ کہیں میری رپورٹس ملنے گئی تھیں؟"
حسان کو خیال آیا، وہ اس کی بیماری کی وجہ سے پریشان تھی
تب ہی وہ اس سے اس کی بیماری چھپانا چاہتی تھی اور اب
ہو گیا ہوں، اچانک سے اس سے لپٹ کر رو رہی تھی،
اس خیال سے ان کی رنگت زرد ہو گئی، وہ بے یقینی سے
اس کی طرف خاموش نظروں سے دیکھنے لگے۔
"کیا کہہ رہی ہو، آخر کیا ہوا ہے ملیحہ اس طرح
مت تڑپاؤ، مت رو، تمہارے رونے سے مجھے بہت زیادہ
اذیت اور تکلیف ہوتی ہے۔" وہ بے چینی سے کہتے
ہوئے کہنے لگے۔
"ہاں کیا ہے۔" ملیحہ نے روتے ہوئے کہا
اور اٹھ کر ان کے چہرے کو دیکھا جہاں کرب چھایا
تھا۔
"اللہ کے ساتھ رہنے سے ہر مصیبت اور
تکلیف ٹل جاتی ہے، ختم ہو جاتی ہے اور میرے
آنسو رائیگاں نہیں گئے حسان، اللہ نے میری
دعا سن لی، ابھی ابھی ڈاکٹر کا فون آیا تھا،
حسان آپ کو کینسر نہیں ہے، آپ مکمل طور پر
تندرست ہیں حسان، آپ کی رپورٹ غلط تھی، بہت
غلط رپورٹ کسی اور کی تھی، آپ کی رپورٹ غلطی
میں مل گئی تھی، حسان آپ تندرست ہیں، ڈاکٹر
ڈاکٹرز نے بھی آپ کی رپورٹس دیکھ کر آپ کو
تندرست قرار دیا ہے، آئی ایم سوری حسان۔"
ملیحہ نے روتے ہوئے ہنستے ہوئے جلدی سے
کہا۔
حسان کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا،
وہ سکتے کی سی کیفیت میں اسے دیکھے چلے جا
رہے تھے، کیا قدرت ان پر یوں بھی مہربان ہو
سکتی ہے، کیا موت اس طرح بھی ان سے دور جا
سکتی ہے، آخری امید جگمگانے لگی، [illegible] سرے
سے زندگی کا آغاز کر سکتی ہے، وہ اٹھا اور اپنے
بالوں میں ہاتھ پھیرا اور ہوا میں جیسے لہرا اٹھے

جیسا کہ ہوا تھا وہ، اچانک [illegible] تھی، حسان پر
مرگ طاری تھی، وہ زندگی سے ناامید
ہو گیا تھا، اگر زندہ رہنے کے لیے [illegible]
وہ اس کے سنگ زندگی کے خوب صورت
پہلو بھی محسوس کرنا چاہتے تھے، ان کے
اس طرح رب کے دربار میں گڑگڑا کر
انہیں اس طرح اپنے کرم سے [illegible]
گے وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔
"حسان... حسان میں ٹھیک ہوں"
[illegible] حسان بولے
تھے میں [illegible] آ کر ان کی کیفیت کا [illegible]
رہا تھا [illegible] ان کا چہرہ [illegible]
میں [illegible] آواز میں کہا تو وہ چونک
گئے۔
"کیا میں زندہ رہوں گا، تمہارے
تمہارے سنگ۔" حسان نے اس کے ہاتھ
اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے لمس سے [illegible]
محسوس کرتے ہوئے کہا۔
"جی حسان آپ زندہ رہیں گے ہمیشہ
کے لیے میرے سنگ، میں نے کہا تھا نا آپ
اللہ بہت مہربان ہیں وہ بندے کو اس کی
برداشت سے زیادہ نہیں آزماتے اور [illegible] کی
کوئی بیماری نہیں ہے اب [illegible] میں نے
تھا نا۔" وہ مسکراتے ہوئے [illegible] میں بولی۔
"ہاں تم نے سچ کہا تھا اللہ میں تیرا
زبان سے شکر ادا کروں، پروردگار تو نے
دوسری بار مجھے زندگی دی ہے، میں تو بہت
بہت ناشکرا بندہ ہوں تیرا، میری خطا معاف
کر دے مالک، میرے ان آنسوؤں کو
شکر کا تحفہ سمجھ کر قبول کر لے۔"
حسان نے [illegible] آواز میں کہا، آنسوؤں کا سیلاب
ان کی آنکھوں سے بہہ رہا تھا، ملیحہ
سے ان کے شانے پر سر رکھ کر رونے لگی، وہ

طرف اپنے منتظر کھڑے آنسوؤں سے ادا کر رہے تھے۔ جب ساون مکمل کر رہی تھی تو اتفاق دونوں نے ایک دوسرے کے آنسو صاف کیے تھے اور ایک دوسرے کی آنکھوں کو دیکھ کر ہنس پڑے تھے۔

"تم ابھی دو نوافل ادا کرنے کے بعد یہ خوشخبری سنانی ہے۔" وہ ادھر جانے لگی مگر وہ قدم چل کر رک گئی۔

"تمہیں ابھی تو کسی اور ہی خبر کی منتظر ہوں گی۔" اس نے زیر لب کہا مگر حسان کے کان میں پڑ گئے اور وہ چونک گئے تھے اس نے انہیں اس پر اور بھی زیادہ پیار آیا وہ انہیں سب سے زیادہ چاہتی تھی ان کے ساتھ گھل گئی تھی، وہ اور بھی انہیں دکھ سے بچانے کی ہر ممکن کوشش میں لگی رہتی تھی وہ دل ہی دل میں اس کی عظمت کو سلام کرتے تھے۔

"کیا ہوا؟ نفل نہیں کرو گی امی جان؟" حسان نے اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں جب وہ یہاں آئیں گے تب ہی آپ کو تندرست و توانا دیکھ کر حیران رہ جائیں گے ان کے لئے [illegible] میں شکرانے کے نفل ادا کروں اور ہاں میں نے نیاز بانٹ کر صدقے کے بکرے منگوانے ہیں۔ اب آپ بستر سے اتر جائیں سیدھے طریقے سے وہ مجھے سیدھا کر آنا ہے۔" وہ انہیں دیکھتے ہوئے رونے کے باعث بوجھل اور بھاری آواز میں بولی تو وہ ہنس پڑے۔

"او سوری شاید میں نے غلط کہہ دیا۔" اسے دیکھ [illegible] ہوئی تو دونوں میں ہنسی آگئی حسان ہنستے ہوئے بیڈ سے اتر کر اس کے سامنے آکھڑے ہوئے اور اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر مسکراتے محبت بھرے لہجے میں بولے۔

"تم نے کچھ غلط نہیں کہا، تم میں تھا [illegible] تمہیں ستانا ہی دراصل ہمارا کیا کرتا میں بھی اس غلط [illegible] کی وجہ سے میں موت سے [illegible] گیا تھا اور [illegible] تمہیں اپنی محبت اپنے پیار سے [illegible] پل میں جیتنے کے [illegible] بیماری کی تکلیف موت کی گلی سے گزار [illegible] کے اندھیروں میں دھکیلا اور تم نے ہر بار اپنے پیار سے تمہیں [illegible] مجھے [illegible] راستے دکھائے [illegible] نے اللہ سے زندگی کی دعا مانگی تھی صرف [illegible] تمہارے ساتھ جینا چاہتا تھا تم نے [illegible] میرے دل میں جینے کی آرزو [illegible] دعا [illegible] آج تو یہ پیار آج دیا ہی گا۔"

"آپ کہہ رہے ہیں اتنے دن بعد۔" اس نے خوشی سے روتے ہوئے ان کے سینے پر سر رکھ کر شکوہ کیا۔

"اب یہ دن کبھی نہ آئے یہ پیار آج تو ہر دن ہی گا۔" انہوں نے اس کی پیشانی پر لب رکھ دیے۔

اور وہ ایک بار پھر سے [illegible] کے بعد [illegible] کے حصار میں [illegible] حسان نے نیاز کے لئے صدقے کے بکرے منگوائے صدقہ دیا یتیم خانے میں کھانا [illegible] ان تک بھجوایا گیا [illegible] یتیم بچے [illegible] قرآن خوانی کرائی گئی اب [illegible] کے گھر کے [illegible] قیدیوں کے تمام [illegible] کو ادا کر دیا گیا۔ حسان کو لگا کہ زندگی واقعی بہت خوبصورت ہوتی ہے [illegible] کے آنے سے انہیں زندگی کے [illegible] خوبصورت رنگوں کا ادراک اور احساس ہوا تھا دکھ [illegible] تھے تو اب سکھ بھی بے بہا چلے آ رہے تھے۔

"بیٹا تم کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟" رات کھانے کی میز پر وہ [illegible] پلیٹ میں [illegible] چلاتے دیکھ کر پوچھنے لگے۔

"کھا تو رہی ہوں۔" اس نے کمزور سی آواز میں جواب دیا۔

"اسے کھانا کہتے ہیں، بچوں کی طرح کھیل کر رہی ہو بس، اور ٹھیک سے کھاؤ۔" انھوں نے چمچ کر سالن کی ڈش اٹھائی اور اس کی پلیٹ میں چمچ بھر ڈالنے لگے تو اس نے روک دیا۔

"نہیں ماں، میرا دل نہیں چاہ رہا کھانے کو۔"

"دل کا پیٹ نہیں ہوتا اس لیے دل کی بات مت سنو، وقت پہ ٹھیک سے کھاتی نہیں ہو، ابھی رات کو بھوک لگی ہے، وہ پھر بھی تم نے برائے نام ہی کھایا تھا، آخر ہوا کیا ہے تمہاری بھوک کو؟" وہ ڈش اس کے سامنے رکھ کر اسے فکرمندی سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

"آپ نے زیادہ ڈال دی ہے۔" اس نے شرمندگی سے اور بھی تیز لہجے میں کہا۔

"شروع کرو، چلو کھاؤ آرام سے۔" انھوں نے ہنس کر کہا اس کی پلیٹ میں مزید بریانی ڈال دی۔

"یہ ختم کرکے اور لے لوں گی، مت ڈالیں اور۔" اس نے بے زاری سے کہا۔

"ختم کرو اسے اب بچوں کی طرح تمہیں کھلانا پڑے گا۔" انھوں نے نرمی سے کہا تو اسے نانی ماں یاد آ گئیں وہ بھی اس کے کھانے پینے کے معاملے میں بہت فکرمند رہتی تھیں، اسے اگر کوئی چیز پسند نہ ہوتی تو دوسری چیز بنا دیتیں خود اپنے ہاتھ سے کھلاتیں، اس کی ذرا سی تکلیف پہ پریشان ہو جاتیں، کبھی وہ سر میں درد کی شکایت کرتی تو اس کے سر میں تیل کی مالش نرم نرم انگلیوں سے کرتیں اور اس کا درد سر غائب ہو جاتا، کبھی ایک آدھ بار اسے ٹھنڈ لگنے سے بخار ہوا تو بھی انھوں نے اس کا بہت خیال رکھا، وہ کھانے سے انکار کرتی تو وہ بڑے لاڈ پیار سے اس کی پسند کی ڈشیں بنا کر کھلاتیں، وہ کہتیں کہ

"لڑکی کو اپنی صحت کا بہت خیال رکھنا چاہیے آگے چل کر اسے ایک نسل کو پیدا کرنا اور پروان چڑھانا ہوتا ہے اور پہلے جو کھایا پیا وہی ماں کو لگتا ہے بعد کو کھایا پیا تو بچے کو لگتا ہے، اس لیے لڑکی کو اپنی صحت کا خیال خود ہی رکھنا چاہیے۔"

پتہ نہیں نانی اسے یہ ساری باتیں کم عمری ہی میں کیوں سمجھاتی رہتی تھیں شاید انھیں معلوم تھا کہ ان کی نیہا جلد ہی ازدواجی بندھن میں بندھ جائے گی، نانی ماں کے خیال اور توجہ نے نیہا کی صحت پر بہت اچھا اثر ڈالا تھا، اسی لیے وہ گلاب کی طرح کھلی کھلی اور بھری بھری صحت مند سی لڑکی تھی اور اسے اپنی حالت کی تبدیلی کا اندازہ ہو رہا تھا، ٹی وی ڈراموں میں اور اشتہاروں میں دیکھو، بچہ اب تو پیٹ سے پتہ چلتا کہ یہ بچی پلاننگ کا اشتہار ہے اسے [illegible] کے جو اس سے چھوٹے بھی تھے اور بڑے بھی ان کے ایسے ڈراموں کے سین دیکھ کر کیے جانے والے ریمارکس بھی یاد آ رہے تھے اور اشتہارات پر ان کے تبصرے بھی، جنہیں سن کر اسے تو بہت ہنسی آتی تھی لیکن نانی ماں کو غصہ آ جاتا تھا۔

"یہ بچے سارے بے حیائی پھیلاتے ہیں، بڑوں کو تو شرم آتی نہیں بچے بگڑے جاتے ہیں، یہ کونسا طریقہ ہوا آبادی روکنے کا بے حیائی پھیلانے کا۔" وہ غصے سے کہا کرتیں اور نیہا ہنس کر کہتی۔

"نانی ماں یہ جدید طریقے ہیں۔"

"لعنت ہو ایسے طریقوں پر جن میں حیا اور حجاب باقی نہ رہے۔" وہ اسی انداز میں کہتیں اور وہ ہنستی چلی جاتی، نانی ماں کو یاد کرتے ہوئے خود بخود اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" حسان نے اس کی طرف دیکھا وہ نظریں جھکائے ہوئے تھی اس

لیے انھیں اس کی آنکھوں کی نمی نظر آ گئی اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور بریانی میں آلو کی چٹنی ڈال کر کھانے لگی، حسان کو بھی اطمینان ہوا کہ اس نے کھانا تو شروع کیا۔

"صاحب، وکیل صاحب کا فون ہے۔"

ملازمہ انھیں لے کر چلی آئی۔

"السلام علیکم وکیل صاحب!" حسان نے [illegible] سے صاف سنائی دے رہی تھی [illegible] باتیں کرتے رکھا تو کھانا چھوڑ کر باہر لان میں چلی آئی۔

"آخر سوچتے ہی کھانا چھوڑ کر آ گئیں یہاں اب آدھی رات کو بھوک لگے گی تمہیں۔" حسان فون پر بات کرنے کے بعد لان میں آگئے، وہ کین چیئر پہ بیٹھی تھی اسے دیکھتے ہوئے انھوں نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"جب بھوک لگے گی تب ہی کھاؤں گی نا۔"

"اچھا ادھر دیکھو بات کرتے ہیں۔" انھوں نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ کھڑی ہو گئی۔

"حسان میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔" اس نے ان کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا تو وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا دیے۔

"بھلا مجھے کیوں اعتراض ہوگا، ماشاء اللہ تم بہت ذہین ہو، ایف ایس سی میں اے گریڈ حاصل کیا ہے تم نے تو آئندہ بھی یقیناً تم اچھے گریڈ حاصل کرو گی، میں تمہاری ذہانت اور صلاحیت کو ضائع ہوتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتا، تم ضرور اپنی تعلیم جاری رکھو۔"

"تھینک یو حسان۔" اس نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم آرام کرو میری جان، لیکن کیا تم میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لینا چاہتی ہو۔"

"آپ کو کیسے پتا چلا؟" اس نے حیرانگی سے انھیں دیکھا۔

"ایف ایس سی سے متعلق تمہاری [illegible] اور [illegible] دیکھ کر اندازہ لگایا ہے۔"

"آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے۔"

"ہوں، لیکن ڈیئر میڈیکل میں تو بہت محنت کرنا پڑتی ہے تم صبح سے شام تک کالج میں رہو گی پھر گھر آ کر پڑھنے میں گم ہو جاؤ گی، کچھ تو جان ہے تمہاری اس پر اتنا بوجھ ڈال کر مجھے الجھن میں مبتلا کرو گی، کوئی آسان سا سبجیکٹ رکھ لیتیں آرٹس وغیرہ میں۔"

"پڑھنا تو مجھے سائنس ہی ہے ایم ایس سی یا ایم بی بی ایس ویسے ہومیو پیتھک بھی پڑھی جا سکتی ہے۔" اس نے ان کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"تم سب کچھ پڑھو کالج میں ایڈمیشن لو، لیکن میری یونیورسٹی آف لو [illegible] کا خیال رکھنا اس کی کلاسز مس نہیں ہونی چاہئیں۔" انھوں نے شوخ لہجے میں کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"مطمئن رہیے آپ کی کلاسز مس نہیں ہوں گی مجھے اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے اور نانی ماں کہتی ہیں کہ لڑکی کے لیے اس کا گھر اور شوہر پہلی ترجیح ہونا چاہیے اس کے بعد وہ اپنی ترجیحات اور مشاغل کے لیے وقت نکالے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

"نانی نے تمہیں اتنی کم عمری میں ایسی باتیں سمجھا دی تھیں۔" حسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نانی کہتی ہیں کہ لڑکی کو ابتدا سے ہی اگلے گھر جانے کے لیے وہاں کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے تیار کرنا چاہیے تاکہ اسے شادی کے بعد زیادہ مشکل نہ ہو۔"

"بڑی اچھی باتیں ہیں تمہاری جنہوں

نے تمہاری اتنی اچھی تربیت کی ہے، مگر حیا میں تمہارے مشاغل میں تمہارے شوق میں بھی رکاوٹ نہیں بنوں گا بلکہ تمہاری مدد کروں گا۔ اس تم کام وہ کرو جو تمہیں اچھے لگتے ہیں، جو تمہیں مجھ سے دور نہ کریں۔ ڈاکٹری پڑھو گی تو مجھے چھ سات سال تک بہت صبر سے تمہارا انتظار کرنا پڑے گا اور اگر اس کے بعد تم نے کسی فیلڈ میں اسپیشلائزیشن کرنے کا پروگرام بنا لیا تو مزید [illegible] سال کے لیے میری چھٹی ہو جائے گی۔" [illegible] نے بہت بے بسی اور معصومیت سے کہا تو حیا کو ہنسی آ گئی۔ احسان نے دیکھا رات کی [illegible] چاندنی میں اس کا چاند چہرہ بھی چاندنی بکھیر رہا تھا، اس کا [illegible] خوشبو لہرا رہا تھا، ان کے دل میں گدگداہٹ سی ہونے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" حیا نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جیسے پانی میں عکس مہتاب اتر جاتا ہے
میرے دل میں تیری چاند صورت اترا
اک تیر سا آنکھ سے میری روح کو چھو گیا [illegible] حیات
تھا ہر رنگ مجھ میں بس تیری محبت اترا

احسان نے بہت دلکش لہجے میں یہ اشعار پڑھے۔

"بس۔" وہ حیا سے تمتماتے چہرے اور خوشی میں ڈوبے لہجے میں بولی۔

وہ اس کی اس عادت پر ہمیشہ ہی ہنس دیتے۔

"ہائے حیا [illegible]" پیچھے چلتے اسے چکر سا آ گیا اس نے فوراً احسان کا بازو تھام لیا۔

"کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" احسان نے اسے تھام کر فکر مندی سے پوچھا۔

"چکر آ گیا تھا۔" اس نے اپنا سر ایک ہاتھ سے پکڑ کر آنکھیں جھپک جھپک کر کہا۔

"چکر تو آئے گا ہی کیا میری جان کی طبیعت تو ختم ہو گئی ہے اور [illegible] تم اپنے کھانے پینے سونے کا دھیان نہیں رکھو گی تو تب ٹھیک ہے اب تو تمہیں اپنا خیال رکھنا چاہیے، تمہارا نہیں تو ہمارا ہی [illegible] ہو گا۔"

"اچھا نہیں تو نہ۔" اس نے معصومیت سے کہا تو وہ بے ساختہ ہنس پڑے۔

"میں ڈانٹ نہیں رہا جان، اچھا اندر چلو۔" وہ اسے کمرے میں لے آئے اور بیڈ پر بٹھا دیا [illegible] نے اس کے لیے دودھ منگوایا جو اسے مجبوراً پینا پڑا اور پھر وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگے وہ [illegible] ہونے لگی۔

"کیا ہوا ہے، ایسے کیوں آپ تو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے [illegible] آیا ہو۔"

"تمہاری یہ حالت صبح سے [illegible] سے کم نہیں ہے مجھے شکایت کرنے میں تم نے اپنی ساری توانائی صرف کر دی اور خود اپنا کیا حال بنا لیا ہے تم نے۔" وہ [illegible] اس کے لیے پریشان ہو رہے تھے۔

"ٹھیک تو ہوں۔" اس نے نظریں جھکا کر آہستہ سے کہا۔

"میں کئی روز سے دیکھ رہا ہوں، تم بہت بیزار اور اداس ہو رہی اپنی طرف سے [illegible] کھانے پینے میں غفلت ہے، تم رات کو اٹھ کے بیٹھ جاتی ہو [illegible] تمہارا [illegible] آرام [illegible] سے اٹھ کر باہر چلی جاتی ہو یا کمرے میں آ کر سو جاتی ہو وقت بے وقت کھانا بے وقت سونا اور تم چڑچڑی سی بھی ہو رہی ہو اس دن آخر کیا مسئلہ ہو گیا ہے تمہیں؟" وہ ان کی تجزیاتی گفتگو سن کر تھوڑی پریشان اور قدرے پشیمان سی ہو گئی اور آہستگی سے بولی۔

"کیا میں نے آپ سے کوئی بدتمیزی کی ہے؟"

"نہیں میری جان تم نے کوئی بدتمیزی نہیں کی تم تو [illegible] ابھی ہوئی ہو مجھے [illegible] ہوا ہے؟" انہوں نے بہت محبت سے اس کے ہاتھ تھام کر پوچھا۔

"[illegible]" [illegible]

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔"

"اٹھو فوراً میں ابھی تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گا۔" انہوں نے [illegible]

"میں اس وقت کہیں نہیں جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے میں ڈاکٹر کو فون کر کے گھر ہی بلا لیتا ہوں۔"

"[illegible] میں تو ٹھیک ہوں [illegible] کروں گی [illegible] ڈاکٹر کا وقت ضائع ہو گا اور آپ کو شرمندگی ہو گی، مجھے نیند آ رہی ہے، میں سو رہی ہوں۔" اس نے اطمینان سے اپنی بات مکمل کی اور لیٹ گئی۔

"حیا اٹھو چلو ڈاکٹر کے پاس۔" وہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بولے۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"اچھا ابھی سو جاؤ پھر آدھی رات کو اٹھ کر [illegible]۔" وہ چڑ کر بولے تو اسے [illegible] آئی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی وہ مسلسل ہنس رہی تھی اور ان کے دل کے تار ہلا رہی تھی۔

"اب تم مجھے [illegible] رہی ہو اس بات پر کہ تمہیں رات بھر [illegible]" وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولے تو اس نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے نظریں [illegible]

"ٹھیک ہے پھر چلو ڈاکٹر کے پاس۔"

"نہ جانے [illegible] تو مجھے [illegible] سے شرم آتی ہے"

پر فضا مقامات پر لے کر جائیں تاکہ آب و ہوا کی تبدیلی ہو سکے ہم دونوں کی صحت پر اچھا اثر پڑے اور کتنے مہینوں کی تھکن اور ٹینشن سے بھی نجات مل جائے اور ہم تازہ دم ہو جائیں، آپ نے وعدہ کیا تھا لیکن مجھے سیر نہیں کرائی [illegible] اب اپنا وعدہ وفا کریں آپ۔"

"اوہو تو یوں کہو کہ ہنی مون پر جانے کے چکر ہیں۔" وہ شوخ شرارت سے ہنس پڑے۔

"جی نہیں آپ نے شادی سے پہلے وعدہ کیا تھا [illegible]۔" وہ چپ کر بولی تو وہ اس کی حالت اور کیفیت سے محظوظ ہو کر ہنس پڑے۔

"میں [illegible] نہیں بھولا میری جان، ہم دو دن بعد ہی ہنی مون کے لیے مری روانہ ہوں گے میں نے [illegible] کرا لی ہے تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا مگر تم نے [illegible] دیا ہے [illegible] تو گھر میں اپنی پیاری سی دلہن کے ساتھ ہنی مون منانے جاؤں گا۔"

"ابھی اچھی خبر سن کر تو مجھے اور بھی نیند آنے لگی ہے۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"کیا؟" وہ چیخ اٹھے۔

"گڈ نائٹ۔" وہ ہنستی ہوئی بولی اور آرام سے لیٹ گئی۔

"او کے گڈ نائٹ، سو جاؤ تم [illegible] بھی نماز پڑھ کر سو جاؤں گا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے [illegible] اور کمبل اس پر پھیلا کر وہاں سے اٹھ گئے۔

باہر کوئی ان سے ملنے آیا تھا وہ اس سے مل کر واپس آئے تو ان کی نظر کھڑکی کے پاس کھڑی حیا پر پڑی، وہ کھڑکی سے باہر کیا دیکھ رہی تھی، احسان [illegible] دیکھ رہے تھے وہ بہت چپ چپ اور اداس سی ہے، ناشتہ بھی اس نے ٹھیک سے نہیں کیا تھا۔

"حیا۔" انہوں نے اسے دوسری

بار پکارا تو وہ چونک گئی اور گردن گھما کر ان کی جانب دیکھا۔
"جی۔"
"کہاں کھوئی ہوئی ہو چندا؟" حسان نے بڑے پیار سے پوچھا۔
"دادی ماں کے پاس۔" اس نے طویل سانس لبوں سے خارج کرتے ہوئے کہا۔
"بہت یاد آ رہی ہیں نانی۔" حسان نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"جی حسان میں نانی ماں کو فون کر لوں۔" اس نے ایک قدم آگے آ کر پوچھا، وہ ہر بات میں ان کی اجازت مانگتی تھی۔ حسان کو اچھا لگتا تھا لیکن بہت اجنبیت بھی محسوس ہوتی تھی اس لئے خفا ہو گئے۔
"جی نہیں۔"
"پلیز حسان صرف دو منٹ کے لئے۔" اس نے بہت منت بھرے لہجے میں کہا تو ان کا دل ڈوب سا گیا۔
"ادھر آؤ۔" انہوں نے صوفے پر بیٹھ کر اسے اپنے پاس بلایا۔
"جی۔" وہ اٹھتی ہوئی ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔
"بیٹھو۔" حسان نے اسے دیکھ کر کہا، وہ ان کے برابر صوفے پر بیٹھ گئی اور انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔
"مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا میرا کیا رشتہ ہے؟"
"میاں بیوی کا۔" اس نے ان کے اس سوال پر حیرانگی سے انہیں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔
"اور۔" وہ بولے۔
"محبت کا۔" اس نے کہا۔
"تو چندا اتنے مضبوط بندھن اور گہرے رشتوں کے ہوتے ہوئے تم ایسے ابھی سوال کیوں کرتی ہو، کیا تم غیر ہو میرے لئے اس گھر کے لئے؟"
"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا وہ ان کی اس ساری بات کا مطلب نہیں سمجھ پا رہی تھی۔
"پھر اپنا حق استعمال کیوں نہیں کرتیں۔"
"میں کچھ سمجھی نہیں۔" وہ الجھن آمیز نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
"یہ تم مجھ سے ہر چیز استعمال کرنے کی اجازت مانگتی ہو، کبھی مارکیٹ جانے کے لئے اجازت طلب کرتی ہو، کبھی کسی کام کے لئے کہتے ہوئے ہچکچاتی ہو اور اپنی ضرورت سے زیادہ وقت لینا چاہتی ہو تو بھی آ کے مجھ سے اجازت مانگتی اور اب نانی کو فون کرنے کے لئے مجھ سے اجازت طلب کر رہی ہو یہ سب غیروں کا سا انداز نہیں ہے تو اور کیا ہے چندا؟" انہوں نے بہت محبت سے نرمی سے کہا تو اس کا دل ان کی محبت میں بھیگنے لگا وہ کتنی اہمیت رکھتی ہے ان کی زندگی میں یہ جان کر نیلا کی روح تک سرشار ہو گئی تھی۔
"سوری۔" اس نے نظریں جھکا کر کہا تو وہ اس کے گرد اپنا بازو حمائل کر کے اسے اپنے ساتھ لگا کر پیار سے بولے۔
"نیلا جب میں تمہارا ہوں تو میری ہر چیز تمہاری ہے، یہ گھر تمہارا ہے تم مالکن ہو اس گھر کی، ہر چیز پر تمہارا حق ہے، میری کمائی پر تمہارا حق ہے تمہیں کہیں جانا ہو یا فون کرنا ہو تو تمہیں میری اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے تم ہر معاملے میں اپنا حق اور اختیار رکھتی ہو اور استعمال کر سکتی ہو، تمہارا دل جب چاہے تم وہاں فون کر سکتی ہو، دو منٹ کے لئے نہیں گھنٹوں کے لئے مسلسل بات کر سکتی ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور نہ ہی برا لگے گا۔"
"آپ بہت اچھے ہیں آپ کی باتیں سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آپ مجھے کتنی اہمیت

دیتے ہیں، مجھ سے محبت کرتے ہیں۔" اس نے خوشی سے ان کا ہاتھ تھام کر کہا۔
"محبت تو میں تم سے پہلے بھی کرتا تھا۔" انہوں نے اسے پیار سے دیکھا۔
"لیکن یہ والی محبت تو آپ کو مجھ سے اب ہوئی ہے نا۔" اس نے معصومیت سے کہا۔
"ارے نہیں جان، یہ والی محبت تو مجھے تب ہی ہو گئی تھی جب تم میری دلہن بنی تھیں۔"
"مجھے آپ کی نگاہوں میں بہت سی باتیں دکھائی دیں وہ لمحے جب کچھ کہنے سے پہلے میرے ہاتھوں پر کسی نے مہندی لگائی نہ مہندی کے گیت کسی نے گائے نہ میرے ماتھے پر جھومر سجا نہ آپ نے میرا گھونگھٹ اٹھایا۔" اس نے بہت معصومیت سے اپنے دل کے ارمان پورے نہ ہونے کا شکوہ کیا تو حسان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا اور وہ اس کے ماتھے پر پیار کا جھومر سجا کر پیار سے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر بولے۔
"گھونگھٹ ہوتا بھی تو تمہارا چاند سا چہرہ اپنی چاندنی بکھیرتا مجھے نظر آ جاتا ہے، تم اتنی پیاری اور معصوم ہستی ہو کہ تمہیں پورے اہتمام و انتظام کے ساتھ بیاہ کر لایا جانا چاہیے تھا، لیکن وہ وقت ہی ایسا تھا، تم ابھی بچی ہو اور فیصلہ ہوا وہ کیسے بچے تمہیں دلہن اور مہندی بھی لگا دیں گے اور دینے والے دن تمہیں دلہن بھی بنا دیں گے، تمہیں دلہن کے روپ میں دیکھنے کی آرزو تو مجھے بھی ہے لیکن ابھی تو تم اور بھی زیادہ حسین اور حسین ہو جاؤ گی، پھر میں تمہارا گھونگھٹ بھی اٹھاؤں گا ٹھیک ہے۔" وہ اسے ایسے کہہ رہے تھے جیسے وہ کوئی پانچ سات سال کی بچی ہو۔
"ٹھیک۔" وہ بھی بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی تو انہیں ہنسی آ گئی۔
"اچھا یہ لو اپنی منہ دکھائی کا تحفہ یہ مجھ پر ادھار تھا۔" انہوں نے اپنی پینٹ کی جیب میں سونے کی نازک سی ہیرے جڑی انگوٹھی نکالی اور اس کی انگلی میں پہنا دی۔
"یہ کہاں سے آئی؟" اس نے حیرت اور مسرت سے انگوٹھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔
"جہاں سے لاکٹ اور کنگن لایا تھا وہیں سے، تمہارے بابا کی انگوٹھی بیچ دی، آیا تھا، وہیں سے آ گئی، آیا تھا دینے کے لئے، تمہارے ہاتھ میں آ کر بچ گئی ہے۔"
"اس لئے کہ یہ آپ نے دی ہے، آپ نے پہنائی ہے شکریہ حسان میں بہت خوش ہوں۔" اس نے خوشی سے بھیگی آواز میں کہا اور بچوں کی طرح ان کے شانے سے لگ کر رو پڑی۔
"ارے ارے یہ کیا بھئی مجھے خوشی کا ایسا اظہار نہیں چاہیے، چلو چپ ہو جاؤ۔" حسان نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر ہنس پڑی۔
"پگلی۔" وہ اس کے رخسار پر ہلکی سی چپت لگا کر خود بھی ہنس دیئے۔
"اب نانی ماں کو فون کر لوں۔" اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔
"پھر وہی بات کیا کہا تھا ابھی؟" "نانی ماں کہتی ہیں لڑکی کو ہر کام اپنے شوہر کی مرضی اور اجازت سے کرنا چاہیے اس طرح بیوی کی قدر اور اہمیت شوہر کے دل میں بڑھتی ہے اگر شوہر قدر کرنے والا ہو تو۔"
"اور تم تو میری سعادت مند اور سمجھدار بچی، بزرگوں کی ہر بات ماننا اپنا فرض سمجھتی ہو کیا نانی ماں کی ساری باتیں تمہیں یاد ہیں؟" وہ اس کے بالوں کو چھیڑتے ہوئے بولے۔
"جی لیکن بزرگوں کی ہر بات میں نہیں مانتی، نانی ماں کے علاوہ کوئی دوسرا بات کہے اور میرے دل و دماغ نہ مانیں تو اس پر عمل کرنے کو میں نہیں مانتی جیسے امی نے کہا تھا کہ

"کہ۔" وہ سمجھ گئے تھے کہ اس کا اشارہ وقوفن والی بات کی طرف تھا جو وہ صبح بھی ان سے پوچھ چکی تھی۔

"اس کو کچھ نہیں آئے گی وقوفن کر لیں۔" وہ بڑی مہارت سے بات ٹال گئی وہ اس کی محبت پر مسرور ہو کر بولے۔

"چلو اگر ابھی بولی ہے تو میں بھی بات کروں گا جنہوں نے مجھے اتنی پیاری لڑکی سے ملوایا ہے، تمہاری تربیت پر انہیں کی محبت کا اثر ہے، اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے۔"

اور پھر ان دونوں نے وہیں کال ملائی اور بڑی ماں سے یوں کھل کر بات کی۔

دو دن بعد وہ دونوں ناردرن ایریا کی سیر کے لیے نکل گئے، سوات کے بعد اب وہ مری میں تھے، انہیں یہی موسم بہت اچھا لگا، دونوں نے یہ جگہ بہت انجوائے کیے، سفر میں ان خوبصورت جگہوں پر اپنی تصاویر کھنچوائیں، جب حسان واپس جانے کے لیے کہتے تو نیہا بس دو دن اور کہہ کر جانے سے منع کر دیتی اور جب نیہا جانے کے لیے کہتی تو حسان بھی دو دن اور کہہ کر مزید قیام بڑھا لیتے، اسے پرفضا مقامات پر آ کر ان دونوں کے رنگ اور چہرے کھل سے گئے تھے نیہا کی طبیعت میں بے چینی ہوتی تو وہ ریسٹ ہاؤس میں رک جاتی اس طرح حسان اس کی حالت سے بے خبر ہی تھے اب تک اور بھی کھانے پینے کے معاملے میں دل پسند اشیاء منگوا کر کھاتی اس طرح طبیعت سنبھل رہی تھی، آج ان کا واپسی کا پروگرام تھا لیکن نیہا کو مری کی پہاڑی بہت اچھی لگ رہی تھی اس لیے دو دن اور کا کہہ کر وہ رک گئے تھے وہ مری کے ریسٹ ہاؤس میں موجود تھے، باہر ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی، نیہا نے کمرے میں ہیٹر جلا رکھا تھا اس لیے کمرہ گرم تھا وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی جب حسان نہا کر واش روم سے باہر نکلے، سیاہ ٹراؤزر پہنے ہاتھ میں نیلی شرٹ لیے وہ کمرے میں آئے اور اسے پکارا۔

"نیہا!"

"جی!" اس نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر ان کی طرف دیکھا۔

"جانو! میری دوسری شرٹ نکال دو وارڈروب سے، یہ شرٹ والی ہم میچنگ کر کے لائے ہیں نا یہ۔" انہوں نے شرٹ خالی کرسی پر پھینک کر کہا۔

"اچھا میں نکال دیتی ہوں۔" اس نے سہولت سے کنٹرول بیڈ پر رکھتے ہوئے کہا اور جوں ہی کھڑی ہوئی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، سر چکرانے لگا اس نے بمشکل خود کو سنبھالا اور سنبھل کر وہ وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔ حسان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر رہے تھے، نیہا نے ان کے کمرے کی شرٹ نکالا اور اسے اتنی زور کا چکر آیا اور جھٹکا کھا کے وہ وارڈروب کے پٹ سے ٹکرائی اور چیخ کے ساتھ نیچے گر گئی۔

"نیہا او مائی گاڈ۔" حسان تیزی سے اس کی طرف دوڑے۔

"نیہا... نیہا آنکھیں کھولو جان۔" انہوں نے ایک بازو اس کے سر کے نیچے کر کے اسے اوپر اٹھایا دوسرے ہاتھ سے اپنی شرٹ اس کے ہاتھ سے لے کر وارڈروب میں پھینکی اور اسے بے تابی و بے قراری سے پکارنے لگے، نیہا نے بمشکل آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا تو انہوں نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور بیڈ پر لٹا دیا اور پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر مارے اس نے آنکھیں کھول دیں تو اسے پانی پلایا اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے حسان کی حالت اس سے بھی بری ہو رہی تھی، وہ اسے اس کی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"نیہا کیا ہو گیا ہے تمہیں جان پلیز ایسا مت کرو، مجھ میں اب کوئی صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔" وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیے بے قراری سے بولے۔

"میری جان پہ بنی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے، تمہارے تو ہاتھ برف ہو رہے ہیں۔" وہ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر پریشانی سے بولے تو وہ بولی۔

"مجھے سردی بھی لگ رہی ہے پلیز کمبل اوڑھا دیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا بی پی لو ہو رہا ہے اتنی سردی میں بھی تم یہاں سے جانے کا نام نہیں لے رہیں۔" وہ اس پر کمبل پھیلاتے ہوئے بولے وہ انہیں اپنے لیے اس قدر پریشان دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"حسان صرف بی پی کی بات نہیں ہے میری طبیعت ویسے بھی ٹھیک نہیں ہے۔"

"اتنا وہ رہا ہے مجھے ہی … ایکسیڈنٹ … اور وہ تمہاری ضد پر … مجھے اسی وقت تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیے تھا جب تمہیں پہلی بار چکر آیا تھا اور تم نے کہا تھا کہ … کر دیا تھا، میری حالت سے تم بہت کمزور ہو گئی ہو میں ابھی لے کر آتا ہوں ڈاکٹر کو۔" وہ فکرمند اور سنجیدہ لہجے میں بولے۔

"شرٹ تو پہن لیں کیا اس حالت میں جائیں گے ڈاکٹر کو لینے۔" نیہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دیوانہ تو ہوں تمہارا اگر تم مجھے پاگل بھی بنا دو، ہوش و حواس تو پہلے ہی گم کر دیے تھے تم نے اب حواس باختہ بھی کرنے لگی ہو، ایمان سے بڑی تو ہو ڈرپوک آپ ہی ہو تم۔" وہ کھسیاہٹ پر وارڈروب کی طرف بڑھے اور اپنی شرٹ نکال کر پہنتے ہوئے بولے تو نیہا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی، حسان کو ایک گونہ سکون کا احساس ہوا۔

"نیہا اسی طرح ہنستی مسکراتی رہا کرو جان! مجھے نہیں پتا ہے تمہارے سوا اس دنیا میں میں نے تو اس زندگی کی تمنا اور دعا بھی صرف تمہارے ساتھ پیار اور محبت کے لیے کی تھی، میں تمہیں کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔" وہ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس کا ہاتھ تھام کر محبت سے پرنم لہجے میں بولے۔

"میں کہیں نہیں جا رہی حسان! یہ سب تو زندگی کا حصہ ہے۔" اس نے ان کا ہاتھ تھپک کر کہا۔

"اس سے پہلے کہ تم پھر بات گول کر دو میں ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں، تم آرام سے لیٹی رہو۔" وہ اسی طرح کمبل اس پر پھیلا کر تیار ہو گئے اور قریبی کلینک سے لیڈی ڈاکٹر بشریٰ کو ساتھ لے آئے کمرے سے باہر ٹہلتے ہوئے ان کا دل نیہا کے لیے دعا گو تھا تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر بشریٰ نے انہیں کمرے میں بلا لیا۔

"ڈاکٹر صاحبہ کیا ہوا ہے انہیں پریشانی کی کوئی بات تو نہیں ہے نا۔" حسان نے پوچھا۔

"ارے نہیں حسان صاحب، پریشانی کی بات نہیں ہے ایسی حالت میں ایسا ہو جاتا ہے، ویسے بھی ماشاء اللہ صحت مند ہیں لیکن اب انہیں ویل ڈائیٹ (خوراک) کی ضرورت ہے۔" ڈاکٹر بشریٰ نے مسکرا کر شفیق لہجے میں کہا۔

"ویل ڈائیٹ، ڈاکٹر انہوں نے تو اپنی نارمل ڈائیٹ بھی بہت کم کر رکھی ہے کئی دنوں سے آخر ہوا کیا ہے انہیں؟" حسان نے گھبرا کر ان دونوں کو باری باری دیکھ کر کہا تو نیہا کے گالوں پر حیا آلود مسکان کھل اٹھی تھی، ڈاکٹر

بشریٰ نے مسکراتے ہوئے بتایا۔
"انھیں وہی ہوا ہے جو ہر ماں بننے والی پر امید ہونے والی خاتون کو ہوتا ہے۔"
"کیا؟" حسان نے گہرے بھیجے حیرت کا عالم پوچھا تھا انھوں نے نیہا کی طرف دیکھا جس کی مسکان مزید گہری ہوگئی تھی ان کا اپنی کم عقلی اور ناسمجھی پر اپنا سر بہت پیٹنے کو جی چاہ رہا تھا۔
"نیہا تم پریگ..." وہ اسے محبت اور شفقت بھری نظروں سے گھور کر رہ گئے۔
"نیہا کی یہی ہوگی، بچہ ہو گیا ہے تو وقت آنے پر پتا چلے گا آپ کو بہت بہت مبارک ہو، ان کا بی پی لو ہو رہا ہے، یہ ٹیک میں نے لکھ دیا ہے وہ ان کو ابھی لگوا دیں ضرورت ہے انھیں آپ ان کا چیک اپ باقاعدگی سے کراتے رہیے گا۔" ڈاکٹر بشریٰ نے نسخہ لکھ کر دیتے ہوئے کہا، حسان نے نسخے کا کاغذ پکڑ لیا۔
"بہت شکریہ ڈاکٹر صاحبہ!" حسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بہت شکریہ بیٹا اللہ آپ دونوں کو بھی بہت خوش رکھے۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔" ڈاکٹر بشریٰ نے اپنا میڈیکل بیگ اور اسٹیتھو سکوپ اٹھاتے ہوئے کہا۔
"بہت شکریہ آپ کا۔" حسان انھیں باہر ان کی گاڑی تک چھوڑ کر واپس کمرے میں آئے تو نیہا انھیں دیکھ کر شرما گئی، اس کا یہ روپ ان کی دیوانگی میں اضافہ کر رہا تھا۔
"اچھا تو تمہارے چکر اس کے پیچھے یہ چکر تھا مجھ سے کیوں چھپایا تھا؟"
وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے تو وہ جھینپ گئی۔
"حسان آپ خوش نہیں ہوئے کیا؟" اس نے انھیں بیٹھتے دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں بہت زیادہ خوش ہوں نیہا تم نے ٹھیک کہا تھا اللہ میاں اپنے بندوں کو دکھ دیتا ہے تو سکھ اور خوشیاں بھی بے پناہ دیتا ہے، تم میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی اور محبت ہو اور خوشی تم ہو اور میری زندگی کی دوسری خوشی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے وسیلے سے ہی دی ہے، میں بہت خوش ہوں نیہا بہت زیادہ خوش ہوں اللہ کا بہت ہی شکر ادا کر رہا ہوں جو تم میری بیوی ہو یہ میری خوشی کی ہے اور اب میرے بچے کی ماں بننے والی ہو یہ میری اس سے زیادہ خوشی کی بات ہے تم نے بہت مسرت اور محبت ہو میرے لیے اتنی زندگی لوٹائی۔" وہ اس کے چہرے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے محبت سے بولے تو نیہا نہال ہو گئی اس کا روم روم خوشی سرشاری اور طمانیت سے بھر گیا ان کی محبتوں کا اظہار اسے اپنی تکلیف بھلا گیا اسے لگا جیسے اس کے اوپر جگنوؤں کی بارش ہو رہی ہو۔
"تم خوش ہو نیہا؟" انھوں نے اس کے شانوں پر بازو رکھتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے حیا سے سرخ تمتماتے چہرے کو جھکا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔
"اس سے زیادہ خوشی کی بات خوشی کا احساس اور کیا ہوگا حسان کہ ہماری محبت ہمارے وجود کا حصہ بن کر ہمارے رشتے کو اور زیادہ مضبوط اور مکمل کرنے والا ہے، میں بہت خوش ہوں۔"
"تو کیا خیال ہے چچا جی کو یہ خوشخبری سنائی جائے۔" وہ خوش ہو کر بولے۔
"نہیں۔" اس نے صاف منع کر دیا جانتی تھی ابی کو پتہ چلے گا تو اس پر شادی ہوں گی اور اسے دکھ پہنچے گا۔
"کیوں؟" انھوں نے حیران ہو کر پوچھا۔
"مجھے شرم آتی ہے۔" اس نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم شرما رہی ہو، میں انھیں بتا دوں گا۔" وہ اس کی کیفیت سے محظوظ و مسرور ہوتے ہوئے بولے۔
"حسان۔" اس نے شرما کر بیٹھتے ہوئے ان کے سینے سے اپنا سر لگا لیا۔
"اچھا یہ بھی پروگرام بنا لیتے ہیں، بتاؤ کیا اب بھی تم کو آگے بچے کا انتظار ہے؟"
"ہے تو۔" اس نے ان کے وجود کی خوشبو میں گم ہوتے ہوئے کہا۔
"سوچ لو بیٹے یا بیٹی کا نام جواب ہے، ہماری ابھی کل نام تم نے سے اور آپ کا محبوب ہو میرے بھی آپ سے کل نام چاہیے گا کچھ جاتی میری گڑیا اور میں تم کو بہت آرام سے راحت سے رکھنا چاہتا ہوں۔" انھوں نے اس کے بالوں کو محبت سے چھوتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔
"وہ تو میں اب بھی ہوں۔" اس نے شرمیلی ہنسی میں کہا تو اس کی معنی خیز بات پر وہ ہنس پڑے۔
"خوش قسمتی ہے میری کہ میری قربت اور محبت تمہارے لیے آرام و راحت کا باعث ہے، اب واپس گھر چلا جائے۔"
"بہت شریر ہیں آپ۔" نیہا نے ان کے بازو پر مکا مارتے ہوئے حیا میں ڈوبی آواز میں کہا۔
"شکر ہے تمہیں لگ رہی ہوں۔" انھوں نے اسے دوبارہ بستر کے خیال سے پوچھا۔
"آپ کے ہوتے ہوئے کیسے لگ سکتی ہے؟" اس کا شوخ اور معنی خیز جملہ انھیں قہقہہ لگانے پر اکسا گیا۔
"بہت شوخ شریر اور حاضر دماغ ہو تم پھر کل واپسی کا سوچتے ہیں۔"
"جیسے آپ کی مرضی۔" اس نے سر اٹھا کر ان کا مسکراتا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔" حسان نے اس کے بالوں کو نرمی سے محبت سے سہلاتے ہوئے کہا۔
"پھر کل ہی چلیں۔" اس نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔" وہ مسکرا دیے۔
اور اگلے دن وہ دونوں اسلام آباد اپنے گھر آ گئے، نیہا کو انھوں نے شہر کی مصروف گائناکالوجسٹ سے چیک اپ کروایا اب وہ کافی مطمئن تھی اس لیے وہ مطمئن تھے۔
"نیہا میں چچی اور چچا کو یہاں بلوانے کا سوچ رہا ہوں، وہ یہیں رہیں گے ہمارے پاس۔" رات کو انھوں نے اسے اپنے پاس بٹھا کر کہا۔
"مشکل ہے وہ یہاں آ جائیں گے لیکن ہمارے پاس تک رہیں گے بیٹی اور داماد کے گھر رہنا انہیں مناسب نہیں لگے گا۔" نیہا نے سنجیدگی سے کہا تو وہ گہری سوچ میں سر ہلا کر بولے۔
"یہ پرانی اور فضول باتیں ہیں اور یہ گھر ان کی بیٹی اور داماد کا ہی نہیں ہے ان کے مرحوم بھائی اور بھاوج کا بھی ہے، بڑے بھائی کے گھر میں وہ رہ سکتے ہیں۔"
"لیکن لوگ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔"
"یہ میرے چچا کو لوگوں کی فکر کیوں ہونے لگی، تم صرف میری اور اپنی فکر کرو، دیکھو میں آفس اور فیکٹری چلا جاتا ہوں اور میرا دھیان تمہیں میں اٹکا رہتا ہے، چچی یہاں ہوں گی تو تمہیں اس حالت میں بہتر طریقے سے گائیڈ کر سکیں گی، تمہارا خیال رکھ سکیں گی اور میں بھی تمہاری طرف سے بے فکر ہو کر آفس جا سکوں گا۔" انھوں نے اسے بہت پیار اور نرمی سے سمجھایا۔
"اچھا تو آپ میری طرف سے بے فکر ہونا

چاہتے ہیں امی ابو یہاں آ جائیں گے تو آپ پہلے کی طرح اپنے بزنس میں مصروف ہو جائیں گے اور میرے لیے آپ کے پاس ٹائم ہی نہیں ہو گا اگر ایسا ہی ہے تو پھر انہیں یہاں بلوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ہی ان کے پاس دو دن بھی چلی جاتی ہوں۔" اس نے قدرے خفا ہو کر کہا تو انہوں نے اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں لے لیا۔

"جانے کی بات تو تم بھول ہی جاؤ کرو جاناں، میں تو تمہیں ایک پل کے لیے بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا تم ہمیشہ رہو گی میری نظروں کے سامنے تمہارا چہرہ ہی ادھر آ جائے گا اور نیہا تمہیں اپنے والدین کی ضرورت ہے میرے امی ابو بھی اب بوڑھے اور بیمار ہیں، یہ گھر ان کا بھی ہے انہیں یہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ پھر ان کو بھی اپنی بیٹی کی کمی [illegible] کے ساتھ جواب دلوا دوں گا، ہم سب اس گھر میں مل کر رہیں گے اس گھر میں بہار ہی بہار آ جائے گی۔"

"تو کیا میرے آنے سے بہار نہیں آئی۔" نیہا نے ان کے خیالات سے [illegible] ہو کر لاڈ سے کہا۔

"تمہارے آنے سے تو جاناں میری زندگی بہار بن گئی ہے میرے اندر، باہر بہار ہی بہار آ گئی ہے اس بہار کو مزید نکھارنے کے لیے ہم ان سب کو یہاں بلوا لیتے ہیں کیا خیال ہے؟"

"خیال تو آپ کا بہت اچھا ہے آپ کی طرح لیکن میرا ابھی ان سب سے ملنے کو بہت دل چاہ رہا ہے، جبران بھائی سے ملے ہوئے تو مجھے چار ماہ ہو گئے ہیں، امی کی ان سے اتنا عرصہ دور نہیں رہی اور ابو کی ماں سے بھی، ہم ان سے ملنے جائیں گے ناں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ضرور جائیں گے اور انہیں اپنی [illegible] ولیمہ میں بھی بلائیں گے اور دعوت، پھر تو ہم اپنے گھر مہمان کی رسم حقیقی پر ہی کریں گے۔" انہوں نے کہا تو وہ شرما کر ہنس پڑی۔

"اور تم نے جو میری بزنس میں مصروف رہنے کی بات کی تو نیہا اگر تمہارے آنے سے پہلے میں زندگی کے اس پہلو سے تو واقف تھا میری زندگی میں آ گئی ہو تو مجھے پتا چلا ہے کہ کس قدر خوبصورت ہے جن لمحوں میں اس کی زندگی کے [illegible] رہا ہوں اور گھر بھی جاتا ہوں تمہارا پیار خوشبو کی طرح مہکا ہے اور اب تو میرا دل ہے کہ میں ہر وقت تمہارے پاس رہوں اور محبت اور قربت کے مزے لوٹوں، لیکن جان زندگی کے کچھ اور تقاضے بھی ہیں جو بہر حال پورا کرنا پڑتا ہے۔ ابھی بزنس کو وقت اتنا ہی دوں گا جتنا مناسب ہے، صبح [illegible] جاؤں گا [illegible] شام کو [illegible] گھر [illegible] کروں گا، اس کے بعد وقت تمہارے ساتھ گزاروں گا [illegible] جب مجھے گھر جلدی آنے کے لیے [illegible] کروں گا کہ گھر جلدی آؤں اور جب صبح آفس جانے سے روکو گی تو میں رک بھی [illegible] کروں گا۔"

"جی۔" وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولی۔

....

گھر میں کوئی آ رہا تھا، حسان نے خاص اہتمام کروا لیا تھا اور نیہا ان کے کہنے پر ان کی پسند کا لباس پہن کر تیار ہوئی تھی، [illegible] آرگنزا اور [illegible] کلر کے لباس پر [illegible] کام کیا ہوا تھا، میک اپ اور جیولری [illegible] خوشبوؤں سے مہک [illegible] انہوں نے اپنے [illegible] میں [illegible] حسان کے گفٹ کردہ [illegible] کو بہت خوشی سے

[illegible] پھر ہاتھ میں پہنی انگوٹھی اور کنگن دیکھ کر مسکرانے لگی، اس کی رگ رگ میں حسان کا پیار [illegible] اس کی [illegible] ان کی محبت [illegible] اس کے [illegible] میں حسان کی محبت [illegible] کر رہی تھی وہ اس کے دل کی دھڑکن بن گئے تھے، ان کی محبتوں نے اسے [illegible] ان کی محبتوں نے حسان کو کھلے کھلے تازہ مہکتے گلاب کی مانند بنا دیا تھا۔

"حسان دیکھیے کیسی لگ رہی ہوں؟" وہ کہہ کر ان کے پاس لونگ روم میں آ گئی اور اپنا [illegible] کر پوچھنے لگی، حسان نے دیکھا تو بس دیکھتے ہی رہ گئے ذرا سا [illegible] سنگھار اس کے رنگ روپ کو اور بھی زیادہ نکھار رہا تھا وہ بہت محبت سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے سامنے [illegible] ہو کر [illegible] سے بولے۔

"ہوں، بس ٹھیک ہی لگ رہی ہو۔"

"کیا بس ٹھیک ہی لگ رہی ہوں، جائیے میں نہیں بولتی آپ سے۔" وہ بچوں کی طرح روٹھتے ہوئے بولی تو وہ اسے [illegible] ہوئے [illegible] سے مسکراتے ہوئے بولے۔

"جی اچھا نہیں لگا میری نیہا کو یہ بتا۔"

"تو وہی بتا کہ [illegible]"

[illegible]

"اور اب تو وہی [illegible] ہوں کے کیوں کیا [illegible] مہمان [illegible] ہو گیا ہے اور ان [illegible] فارغ ہوتے تک میں کس طرح صبر کروں گا۔" وہ اس کے چہرے کو ہاتھ میں لے کر [illegible] بولے۔

"حسان آپ۔" اس نے ان کی مذاق بھری شرارت کو سمجھتے ہوئے ہنس کر ان کے [illegible] رسید کر دیا۔

"مذاق کر رہے تھے ہم اور تم تو اس پیارے اہتمام کے [illegible] بھی [illegible] یہاں اچھی لگ رہی ہو۔"

انہوں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تو میری شہزادی میرے دل کی سلطنت پر قیامت برپا کر رہی ہے۔"

"جی۔" وہ خوشی سے مسکراتے شرماتے ہوئے بولی۔

"جی۔" وہ اس کے رخسار پر ہلکی سی چپت لگا کر بولے۔

"تمہاری یہ محبت بھری معصوم اور [illegible] باتیں مجھے ایک پل کے لیے بھی اپنے حصار سے نکلنے نہیں دیتیں، حیرت ہوتی ہے مجھے کہ میں کیا تھا اور تم نے مجھے کیا بنا دیا ہے اپنے پیار سے نیہا جان یہ سب تمہاری محبت مسیحائی اور [illegible] کا معجزہ ہے کہ آج میں اللہ کے کرم سے تمہارے ساتھ سامنے [illegible] اللہ [illegible] ہوں [illegible] مجھے کچھ ہوا ہی نہ تھا تمہاری محبت کے طفیل مجھے یہ نئی زندگی ملی ہے تم کیا ہو نیہا؟"

"میں نیہا ہوں آپ کی نیہا۔" وہ خوشیوں کے حصار میں ان کے پیار میں گم ہو کر بولی۔

"ہاں تم نیہا ہو حسین محبت ہو میری خوبصورت محبت۔" انہوں نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے لبوں کی شرمیلی مسکان اپنے پیار سے چن لی۔

"لیجیے شہزادی حضور مہمان تشریف لے آئے ہیں۔" ان کی نظر کھڑکی سے باہر گیٹ سے اندر داخل ہوتی گاڑی پر پڑی جس میں جمیلہ بیگم عمران صاحب اور جبران ڈرائیو کر کے آئے تھے۔

"ہا...... اللہ...... حسان یہ تو امی ابو ہیں۔" وہ دیکھ کر خوشی سے چلائی۔

"جبران بھائی بھی ہیں اب مزا آئے گا میں ان کے ساتھ کھیلوں گی۔"

"میں تمہیں کھیلنے دوں گا اچھی طرح۔"

انہوں نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" اس نے اپنی بڑی بڑی سحر انگیز آنکھیں جھپک کر پوچھا۔

"کیونکہ تمہیں اپنی حالت کا کوئی خیال نہیں ہے۔ تمہیں دھیل کو دور پھینک کر وہیں گری پڑی ہوں، جیسے ہی فارغ ہو جاؤ اس کے بعد کر لینا یہ کھیل کود، بچوں والی حرکتیں بھی ہو اور تم سے۔ تمہاری اپنی ابھی تک بچوں جیسی ہیں۔" وہ شفقت سے ہنس کر بولے۔

"آپ شرمندہ تو نہ کریں ناں۔" اس نے شرم سے کٹ کر نظریں جھکا کر کہا تو وہ ہنس پڑے۔

"شرمندہ نہیں کر رہا سمجھا رہا ہوں۔"

"اچھا امی ابو اور بھائی کو آپ نے بلوایا ہے؟"

"ہاں اور اب وہ یہیں رہیں گے ہمارے ساتھ۔"

"حسان آپ بہت اچھے ہیں آئی لو یو حسان۔" اس نے بے خود ہو کر دل سے کہا اور اسی بے خودی میں بچوں کی طرح ان کے گال پر پیار کی مہر لگا کر باہر بھاگ گئی۔

"ارے۔" وہ اس کے اس معصوم اور دلکش انداز محبت پر خوش ہو کر ہنس دیے اور خود بھی ڈرائنگ روم میں چلے آئے۔ جمیلہ بیگم اور غفران صاحب انہیں سفید کاٹن کے کلف زدہ لباس میں تندرست اور صحت مند ہنستا مسکراتا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ نیہا کے چہرے پر رقص کرتی خوشی بھی انہیں حیران کر رہی تھی۔ وہ ان سے مل کر جبران کی طرف بڑھی۔

"السلام علیکم بھائی!"

"وعلیکم السلام کیسی ہے میری پیاری بہنا ٹھیک تو ہے نا۔" جبران نے اسے بانہیں پھیلا کر اپنے سینے سے لگایا۔

"جی۔" وہ اس سے لپٹ کر بولی۔

"اور آپ کیسے ہیں بھائی؟"

"ایکدم ایکٹو تم سے ملنے کی خوشی میں اور بھی اچھا ہو گیا ہوں۔" اس نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی۔

"بھائی میں آپ کو بہت یاد کرتی تھی آپ میری شادی پر بھی یہاں نہیں تھے۔" اس نے اس کا بازو پکڑ کر بہت لاڈ سے کہا۔

"چلو اب تو آ گیا ہوں نا، یہ بتاؤ تم خوش ہو نا۔" وہ اس کے کندھوں پر بازو اس کے اپنے ساتھ لگائے بہت محبت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"جی بھائی میں بہت خوش ہوں، حسان بہت اچھے ہیں بہت نائس اور کیئرنگ ہیں۔" اس نے سچ سچ بتایا۔

"تم تو تم بھی نہیں ہو۔" جبران نے شوخ لہجے میں کہا تو وہ شرما گئی۔ حسان دیکھ رہے تھے ان بہن بھائی کو اور ان کی محبت کو اور خوش ہو رہے تھے ان کی باتیں بھی سن رہے تھے۔

"نیہا مجھے بہت خوشی ہوئی تھی یہ جان کر جب تم نے مجھے حسان بھائی کی تندرستی کا بتایا تھا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری بہن کا سہاگ سدا پیار سلامت رکھا ہے۔"

"نیہا بیٹا اپنی امی سے ناراض ہو گیا؟" جمیلہ بیگم نے اسے آواز دے کر کہا۔

"نہیں امی آپ کو پتا ہے امی حسان کو کینسر نہیں تھا ان کی رپورٹس غلط تھیں، یہ تندرست ہیں امی، دیکھ رہی ہیں ناں آپ انہیں۔" وہ ان کے پاس آتے ہوئے بولی۔

"یا اللہ تیرا احسان ہے پروردگار تو نے میری بچی کا سہاگ سلامت رکھا، میں تو بہت شرمندہ ہوں اپنی باتوں پر اور خدا نے مجھے سبق بھی سکھا دیا۔"

ان کو اگلے ہی دن ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا شکر تھا کہ جان بچ گئی۔" جمیلہ بیگم آبدیدہ ہو کر بولیں۔

"ایکسیڈنٹ بھائی۔" وہ پریشان ہو کر ان کی طرف بڑھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں گڑیا، معمولی سی چوٹیں آئی تھیں شکر ہی تھا کہ موت سے بچ گیا۔"

"حسان بیٹا آج سے تم بھی ابو کہو گے تم بھی میرے بیٹے ہو۔ تمہیں صحت مند اور سلامت دیکھ کر مجھے بے انتہا مسرت ہو رہی ہے۔ جیتے رہو بیٹا اللہ تمہیں صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے۔" غفران صاحب نے حسان کو گلے لگا کر آبدیدہ ہو کر کہا۔

"آمین۔" جمیلہ بیگم اور نیہا نے کہا۔

"شکریہ ابو اور آپ سب کے لیے ایک خوشخبری اور ہے۔" حسان نے نیہا کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ حیا سے سرخ ہوتی ان کے پاس آتے ہوئے بولی۔

"ابھی نہیں۔"

"امی بابا جان کا کیا حال ہے؟" اور اس نے فوراً بات بدل دی۔ حسان کو ہنسی آ گئی اس کی چالاکی پر۔

"وہ بھی ٹھیک ہیں اور انہوں نے تم دونوں کے لیے پیار اور دعاؤں کے ساتھ بہت سے تحفے بھی بھجوائے ہیں۔" جمیلہ بیگم نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"بابا بہت اچھے ہیں اور امی یہ دیکھیں یہ سب مجھے حسان نے تحفے میں دیے ہیں۔" اس نے بچوں کی طرح خوشی خوشی انہیں اپنے ہاتھوں کے کنگن، انگوٹھی اور لاکٹ دکھاتے ہوئے بتایا۔ حسان کو اس پر بہت پیار آ رہا تھا اور وہ تینوں اسے حسان کے ساتھ خوش دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے۔

"ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہیں۔" جمیلہ بیگم نے تینوں چیزیں دیکھ کر کہا۔

"اور تم نے حسان کو کیا تحفہ دیا ہے؟"

"میں نے۔" وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے بولی۔

"یہ میں بتاتا ہوں۔" حسان نے شوخی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں حسان پلیز ابھی نہیں۔" وہ ایک دم اٹھ کر ان کی طرف آتے ہوئے بولی اور اس کے حیا سے لال چہرے کو دیکھتے ہوئے ہنس دیے۔ انہیں اندازہ تھا کہ اسے شرم آ رہی ہے اور آگے کی جب وہ اصل بات بتائیں گے اسی لیے وہ انہیں منع کر رہی تھی۔

"میں تو ابھی بتاؤں گا خوشی کا موقع ہے خوشی کی بات ہے۔" حسان نے شرارت سے کہا۔

"کیسی خوشی حسان بھائی؟" جبران نے پوچھا۔

"خوشی یہ ہے کہ آپ کی ہمشیرہ محترمہ نیہا حسان آپ کو ماموں کے عہدے پر فائز کرنے والی ہیں۔" حسان نے نیہا کے حیا سے جھکے مسکراتے دمکتے چہرے کو محبت سے دیکھتے ہوئے بتایا۔

"سچ۔" وہ تینوں حیرت اور مسرت سے ایک ساتھ چلائے۔

"جی۔" حسان نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کا خوشی سے بھرپور قہقہہ نیہا کو حسان کے پیچھے چھپنے پر مجبور کر گیا۔ اس کا چاند چہرہ حیا اور خوشی کی انتہا سے مسکرا رہا تھا۔

اک تیرے آنے سے چمن میں بہار آئی ہے
تجھ سے وابستہ ہوئی ہے ہر خوشی میری
تیری آغوش میں کھل گئے پھول نئے رنگ کے
جان و دل تجھ پہ نثار اے زندگی میری

☆☆☆